بسم اللہ الرحمن الرحیم

اِنَّمَا یَخْشَی اللّٰہَ مِنْ عِبَادِہِ الْعُلَمٰٓؤُا

اَلْعُلَمَآءُ وَرَثَةُ الْاَنْبِیَآءِ

عُلمائے کرام کا مقام

حضرۃ مولانا محمود الرشید حدوٹی صاحب حفظہ اللہ
امیر جمعیۃ تحفظ اسلام پاکستان

ایک ایسی تحریر جس میں علماء کرام کے فضائل و مناقب قرآن و سنت کی روشنی میں بیان کیے گئے ہیں

ایک عالم کی دینی، اسلامی اور اخلاقی کیا ذمہ داریاں ہیں؟ اس پر بھی روشنی ڈالی گئی ہے

ایک عالم دین کا کردار کیسا ہونا چاہیے؟ اسے بھی سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کی روشنی میں واضح کیا گیا ہے۔

اِدارہ آبِ حیات ٹرسٹ
غوث گارڈن 2 نزد دستاوان لاہور کینٹ
0300-0321-9458876
Aetmad Graphicd lhr

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اِنَّمَا یَخشَی اللہ مِن عِبَادِہِ العُلَمَاءُ (القرآن)

بے شک اللہ کے بندوں میں ڈرنے والے علماء ہیں۔

علماء کرام کا مقام

از قلم

مولانا محمود الرشید عباسی حدوٹی

ایک ایسی تحریر جس میں حضرات علماء کرام کے فضائل و مناقب قرآن و سنت کی روشنی میں بیان کیے گئے ہیں، ایک عالم کی دینی، اسلامی اور اخلاقی کیا ذمہ داریاں ہیں ان پر بھی روشنی ڈالی گئی ہے، ایک عالم دین کا کردار کیسا ہونا چاہیے اسے بھی سیرت النبی ﷺ کی روشنی میں احسن انداز میں واضح کیا گیا ہے۔

ناشر

ادارہ آب حیات ٹرسٹ (رجسٹرڈ)

جامعہ رشیدیہ غوث گارڈن ۲، جی ٹی روڈ مناواں لاہور کینٹ

ضابطہ

نام کتاب	علماء کرام کا مقام
مصنف	مولانا محمود الرشید حدوٹی
تزئین	فاروق اعظم
سرورق	ابو حنظلہ فاروقی
طابع	ڈاکٹر طاہر مسعود
مطبع	عبد اللہ پریس لاہور
تاریخ اشاعت	جنوری ۲۰۱۸ء
تعداد اشاعت	۵۰۰
قیمت فی عدد	۱۰۰ روپے

ملنے کے پتے

ادارہ آب حیات ٹرسٹ غوث گارڈن مناواں لاہور

جامعہ رشیدیہ غوث گارڈن مناواں لاہور کینٹ

جامعہ دار القرآن، علیوٹ، مری

فہرست مضامین

علماء کرام کا مقام ۵

اللہ جس کے ساتھ خیر کا ارادہ کرے ۵

محفل علم کی طرف بڑھتے قدم ٦

موت کے بعد کام آنے والی چیزیں ٦

علماء بادشاہوں کے حکمران ہیں ۷

علم وحکمت رک جانے کا نقصان ۷

حدیث کا بیان اور اس پر عمل کا اجر ۸

اگر علماء کرام نہ ہوں؟ ۹

قرآن اور علماء کرام ۱۰

علماء کے درجات ۱۰

علماء اور جہلاء میں فرق ۱۱

علماء اور خوف خداوندی ۱۲

علماء ار رسالت مآب کی رسالت کی گواہی ۱۲

عالم قومِ سلیمان اور عالم امت محمدی ۱۳

علماء کی تلقین ودعوت ۱۵

عالم کلام اللہ میں غور کرتا ہے ۱۵

حدیث شریف اور علماء کرام ۱۶

علم و حکمت سے بزرگی میں اضافہ ۱۷
مؤمن عالم افضل ترین ہے ۱۸
ایمان کا پھل علم ۱۸
علماء کرام درجہ نبوت کے قریب ترین ۱۸
عالم کے قلم کی سیاہی اور شہید کا خون ۱۹
عالم دین امین ہوتا ہے ۲۱
عابد پر عالم کی فضیلت ۲۲
عالم چاند اور عابد ستارہ ۲۵
عالم کی سفارش ۲۶

علماء کا طبقہ فقہاء ۲۲۸

اہل تقویٰ سردار اور فقہاء راہبر ۲۹
بروز محشر علماء کرام کا ایک خاص اعزاز ۳۰
علماء کرام کی قدر و منزلت ۳۱

طبقہ علماء مدرسین ۳۲

مجالس العلماء ۳۳
مجالس علم یا جنت کے باغات ۳۵

علماء کے لیے دعائے مصطفٰے ۳۵

علماء انبیاء کے خلفاء ۳۷

علماء کرام قابل رشک	۳۸
علم مال سے بہتر	۳۹
مکتبہ شاملہ کا قابل رشک کام	۴۲
ایک پاکستانی حافظ کا قابل رشک کام	۴۳
مجالس ذکر و مجالس علماء میں فرق	۴۵
علماء کی تین قسمیں	۵۰
ایک عالم کے بعد دوسرا عالم	۵۰
اگر علماء نہ ہوتے؟	۵۱
عالم اور نبی	۵۱
علماء رسولوں کے امین	۵۲
علماء راز دان ہیں	۵۳
علماء زمین کے چراغ	۵۴
علماء کرام کا مطلوبہ کردار	۵۵
علماء وارث انبیاء	۵۵
انبیاء اعلیٰ اخلاق پر فائز ہوتے ہیں	۵۷
دعوت کی راہ میں اذیتیں	۵۸
انبیاء نے اعلیٰ نمونہ پیش کیا	۵۹
دینی حمیت و غیرت	۶۰
امانت و دیانت داری	۶۲

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

علماء کرام کا مقام

رحمت کائنات، نبی کریم ﷺ نے اپنے ایک ارشاد گرامی میں فرمایا کہ علماء کرام انبیاء کرام کے وارث ہیں، اور انبیاء کی وراثت درہم اور دینار نہیں ہوا کرتی، انبیاء کرام کی وراثت علم دین ہوا کرتی ہے، اس لیے جس شخص کی تمنا، آرزو اور دلی خواہش یہ ہو کہ وہ حضرات انبیاء کرام کا وارث بنے، اسے ان عظیم الشان ہستیوں کی طرف منسوب کیا جائے، اسے ان کی نسبت مل جائے تو اسے چاہیے کہ وہ علم کو اپنا نشیب و فراز بنائے، علم کو اپنا اوڑھنا اور بچھونا بنائے، جسے یہ بات محبوب ہو کہ وہ ان عظیم لوگوں کا وارث بنے، ان کے باغات کا مالی بنے، ان کے کھیتوں کا مزارع بنے تو اسے چاہیے کہ وہ علم نافع حاصل کرے، علم نافع علم دین ہے، اسے چاہیے کہ وہ علماء کرام کی مجالس اور محافل میں جائے، کیونکہ علماء کرام کی مجالس و محافل جنت کے باغات ہیں۔

اللہ جس کے ساتھ خیر کا ارادہ کرے

جو شخص اپنے اوپر اللہ کی عنایات اور فضل کو دیکھنا چاہے تو وہ یہ دیکھے کہ اس کے پاس علم کتنا ہے؟ قرآن وسنت کی تعلیم کتنی ہے؟ دین کا علم کتنا ہے؟ فقہ فی الدین کتنا ہے؟ اس لیے کہ رحمت دو عالم ﷺ نے فرمایا کہ

مَن یُّرِدُ اللّٰہُ بِہِ خَیراً یُفَقِّھہُ فِي الدِّین

اللہ تعالیٰ جس شخص کے ساتھ خیر و بھلائی کا ارادہ فرماتے ہیں تو اسے دین میں سمجھ بوجھ عطا فرما دیتے ہیں۔

محفل علم کی طرف بڑھتے قدم

جو شخص کسی ایسے راستے کے بارے میں سوال کرے جو اسے جنت تک پہنچا دے تو اسے چاہیے کہ وہ مجلس علم کی طرف قدم بڑھائے، وہ علم کی محافل میں جا بیٹھے، اہل علم کی مجالس تلاش کرے، اس لیے کہ رحمت دو عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا

مَن سَلَكَ طَرِيقًا يَلْتَمِسُ فِيهَا عِلمًا سَلَكَ اللّٰهُ بِهِ طَرِيقًا اِلَى الْجَنَّةِ

جو شخص کسی راستے پر چلے جس میں وہ علم تلاش کرے گا تو اللہ تعالیٰ ایسے شخص کو جنت کے راستے کی طرف چلا دیتے ہیں۔(ابن ماجہ)

موت کے بعد کام آنے والی چیزیں

اسی طرح جو شخص یہ پسند کرتا ہے کہ اس کے دنیا سے چلے جانے کے بعد اس کا عمل ختم نہ ہو تو وہ علم کو پھیلائے، علم کو مدون کرے، تعلیم کو عام کرے، جیسے حدیث شریف میں آتا ہے، حضرت نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا

إِذَا مَاتَ الْإِنْسَانُ انْقَطَعَ عَنْهُ عَمَلُهُ إِلَّا مِنْ ثَلَاثَةٍ: إِلَّا مِنْ صَدَقَةٍ جَارِيَةٍ، أَوْ عِلْمٍ يُنْتَفَعُ بِهِ، أَوْ وَلَدٍ صَالِحٍ يَدْعُو لَهُ(مسلم)

جب انسان مر جاتا ہے تو اس کے عمل ختم ہو جاتے ہیں، سوائے تین اعمال کے، ان میں سے ایک صدقہ جاریہ ہے، یا علم ہے جس کے ذریعے نفع اٹھایا جائے، یا نیک اولاد ہے جو مرنے والے (اپنے والدین) کے لیے دعا کرے۔

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ

اذا مَاتَ الْعَالِمُ اِنثَلَمَ فِي الاسلَامِ ثُلمَةٌ لَا يَسُدُّهَا اِلَّا خَلفٌ مِّثْلُهُ(کنزالعمال)

جب عالم فوت ہو جاتا ہے تو اسلام میں دراڑیں پڑ جاتی ہیں ایسی دراڑیں کہ ان کو اسی جیسا بعد میں آنے والا عالم بند کر سکتا ہے۔

علماء بادشاہوں کے حکمران ہیں

حضرت ابو الاسود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ

اَلْمُلُوكُ حُكَّام عَلَى النَّاسِ وَالْعُلَمَاءُ حُكَّام عَلَى الْمُلُوكِ(طیوریات،جامع بیان العلم)

بادشاہ لوگوں پر حکمرانی کرتے ہیں جب کہ علماء حاکموں پر حکمرانی کرتے ہیں۔

حکمران لوگوں پر حکمرانی کرتے ہیں، مگر وہ اس وقت تک کامیاب حکمران نہیں ہوسکتے جب تک ان کی راہبری اور راہنمائی علماء کرام نہیں کریں گے، کیونکہ حکمرانوں کے پاس دنیوی معلومات کا کچھ نہ کچھ ذخیرہ ہو سکتا ہے مگر علماء کرام کے پاس علوم و معارف کے خزانے ہوتے ہیں، علماء کے پاس آسمانی علوم کی روشنی ہوتی ہے، وہ حکمت وبصیرت سے مالا مال اور سرشار ہوتے ہیں، وہ اپنے علم اور اپنی بصیرت کی روشنی میں حکمرانوں کی ایسی راہنمائی کرتے ہیں جس کی بدولت ان کے لیے کار حکومت چلانا آسان ہو جاتا ہے۔

علم وحکمت رک جانے کا نقصان

حضرت فتح موصلیؒ نے سوال کیا کہ

اَلَيْسَ الْمَرِيضُ اذَا مُنِعَ مِنَ الطَّعَامِ وَالشرَاب والدَّوَاءِ يَمُوتُ قِيلَ لَهُ بَلَى قَالَ فَكَذَلِك الْقَلبُ اذَا مُنِعَ عَنهُ الْعِلمُ وَالْحِكمَةُ ثَلَاثَة اَيَّام يَمُوتُ

کیا بیمار کو جب کھانے پینے اور دوا استعمال کرنے سے روک دیا جائے تو وہ مر نہیں جاتا ہے؟ انہیں کہا گیا کہ جی ہاں، مریض اس طرح مر جاتا ہے، آپ نے فرمایا کہ اسی طرح دل کو جب علم وحکمت سے تین دن تک روک لیا جائے تو وہ مر جاتا ہے۔

لوگ جب اپنے دنیوی کاموں میں مشغول و مصروف رہیں گے، علم وحکمت کی تعلیم حاصل نہیں کریں گے، علماء کی مجالس اور صحبت اختیار نہیں کریں گے تو یقیناوہ اس نعمت خداداد سے محروم رہیں گے جس کے باعث علم وحکمت کی دولت میسر آتی ہے، علم وحکمت کی دولت علماء کی صحبت میں ملتی ہے۔

حدیث کا بیان اور اس پر عمل کا اجر

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ

مَنْ حَدَّثَ بِحَدِيثٍ فَعَمِلَ بِهِ أُعْطِيَ أَجْرَ ذَلِكَ (جامع بیان العم وفضلہ)

جس شخص نے حدیث بیان کی پھر اس کے مطابق عمل کیا تو اس پر اسے اجر دیا جائے گا۔

معلوم ہوا کہ صرف حدیث کو بیان کر دینا ہی کام نہیں ہے بلکہ اجر وثواب کے حصول اور اللہ کی رضا تلاش کرنے کے لیے اس حدیث شریف پر عمل کرنا ضروری ہے، پھر ثواب ملے گا۔ ورنہ حدیث بیان کرنے والا بے عمل شخص ایسا ہے جیسے گدھے پر کتابیں لاد دی جائیں، کتابیں اپنی پیٹھ پر اٹھانے کی وجہ سے گدھا عالم نہیں بن سکتا، اسی طرح فر فر نوک زبان حدیثیں تو بیان کی جائیں مگر عمل اس کے بالکل بر خلاف ہو تو یہ شخص مستحق اجر وثواب نہیں ہے بلکہ مستحق عقوبت وسزا ہے۔ اعاذنا اللہ منہ

اگر علماء کرام نہ ہوں

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ

لَوْلَا الْعُلَمَاءُ لَصَارَ النَّاسُ اَمثلُهم اَمثَالُ الْبَهَائِمِ

اگر علماء نہ ہوتے تو لوگ جانوروں کی طرح ہو جاتے۔

اس لیے انسان کو چاہیے کہ وہ اپنے آپ کو علم کی کمی اور قلت کی وجہ سے جانور نہ بنائے، اسے چاہیے کہ وہ اپنی بلند قیمت کے لیے علم کے حصول میں آگے بڑھے، جس کے پاس علم کی وافر مقدار ہوتی ہے اس کی قیمت بھی بڑھتی ہے، جس کے پاس علم کی قلت ہے اس کی کوئی قیمت نہیں ہے، اس لیے حصول علم کو غنیمت جاننا چاہیے، اور حصول علم کے لیے اہل علم کی مجالس سے بڑھ کر کون سی جگہ ہو سکتی ہے، اس لیے کہ جو شخص عالم بھی نہیں، علم حاصل کرنے والا بھی نہیں ہے وہ جانوروں کی مانند ہے، وہ شخص فطرت

سلیمہ کا مالک نہیں ہے، اس لیے جو شخص بزرگی، جلالت شان، رفعت اور عظمت و شرافت کا طلب گار ہے اسے چاہیے کہ وہ علم حاصل کرے، علم اللہ کی رضا کے حصول کے لیے حاصل کرے، مال و دولت کمانے کے لیے، حصول معاش کے لیے، شہرت و ناموری کے لیے حاصل نہ کرے، علم حصول ثواب کے لیے حاصل کرے، اسلاف میں سے کسی بزرگ کا یہ فرمان ہے کہ جو علم انسان کو دین میں فائدہ دے وہ مثل موتی کے ہے اور جس علم سے دین میں فائدہ نہ ہو وہ مثل سیپ کے ہے۔

قرآن اور علماء کرام

اہل علم کی فضیلت کی گواہی قرآن کریم سے ملتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی الوہیت کی گواہی کا ذکر جس طرح اپنی ذات سے کیا، اپنے نورانی فرشتوں سے کیا اسی طرح اللہ تعالیٰ نے اپنی الوہیت کے گواہوں میں اہل علم یعنی علماء کرام کا ذکر بھی تیسرے نمبر پر کیا ہے، جیسے ارشاد ربانی ہے

شَهِدَ اللَّهُ أَنَّهُ لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ وَالْمَلَائِكَةُ وَأُولُو الْعِلْمِ قَائِمًا بِالْقِسْطِ(آل عمران۱۸)

گواہی دی اللہ نے اس بات کی کہ اس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے، اور فرشتوں نے گواہی دی کہ اس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے اور علم والوں نے گواہی دی کہ اس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے۔

دیکھ لیں کہ کس طرح اللہ نے اپنی الوہیت کی گواہی کے لیے سب سے پہلے اپنا ذکر کیا، پھر دوسرے نمبر پر اپنے فرشتوں کا ذکر کیا، اور تیسرے نمبر پر اہل علم کا ذکر کیا، کیا علماء کرام کے لیے یہ شرف، یہ فضیلت، یہ جلالت اور یہ اعزاز کافی نہیں ہے۔

علماء کے درجات

پھر اللہ تعالیٰ نے علماء کرام کی شان اس آیت میں بیان فرمائی ہے، ارشاد ہے

{یَرْفَعِ اللَّهُ الَّذِینَ آمَنُوا مِنكُم وَالَّذِینَ أُوتُوا العِلمَ دَرَجَات}(المجادلہ ۱۱)
تم میں جو لوگ ایمان والے ہیں اور علم والے ہیں ان کے درجات اللہ نے بلند فرمائے ہیں۔

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ

لِلعُلَمَاءِ دَرَجَاتٌ فَوقَ المُؤمِنِینَ بِسَبعِ مِائَةِ دَرَجَةً مَا بَینَ الدَّرَجَتَین مَسِیرةُ خَمسَمِائَةَ عَامٍ

علماء کرام کے ایمان والوں کی بہ نسبت سات سو درجات بلند ہیں، ایک درجے سے دوسرے درجے کے درمیان پانچ سو سال کی مسافت ہے۔

حضرت ضحاکؒ سے روایت ہے کہ

إِن لِلْعُلَمَاء دَرَجَات کَدَرَجَاتِ الشُّهَدَاءِ(تفسیر درمنثور للسیوطیؒ)

علماء کے درجات شہدا کے درجات کی طرح ہیں۔

از روئے حدیث مومن عالم کی مومن عابد پر ستر درجہ فضیلت ہے، عالم کی عابد کے مقابلے میں ستر درجے اس طرح فضیلت ہے کہ ایک درجے کا دوسرے درجے کے درمیان اتنا فاصلہ ہے جتنا کہ آسمان وزمین کے درمیان کا فاصلہ ہے۔(ابن عبد البر، کنز العمال)

مذکورہ آیت کی تفسیر میں بعض اہل تفسیر فرماتے ہیں کہ

یَرْفَعُ اللّٰهُ الْمُؤْمِنَ الْعَالِمَ عَلَى الْمُؤْمِنِ غَیْرِ الْعَالِم

اللہ تعالیٰ مومن عالم کو مومن غیر عالم پر بلند درجات عطا کرتے ہیں۔

درجات کی بلندی فضیلت پر دلالت کرتی ہے، اس سے مراد کثرت ثواب ہے، اسی کے ساتھ درجات بلند ہوتے ہیں، درجات کی یہ بلندی دنیا میں معنویت پر مشتمل ہے، اور آخرت میں رفعت وبلندی درجات حسیت پر مشتمل ہے، اس سے جنت میں بلند درجات مراد ہیں۔

مسلم شریف میں حضرت نافع بن عبدالحارث خزاعیؓ سے مروی ہے کہ انہیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مکہ کا عامل مقرر کیا تھا، عسفان میں حضرت عمرؓ سے ان کی ملاقات ہوئی، تو حضرت عمرؓ نے ان سے پوچھا کہ آپ نے اپنی جگہ مکہ میں کس کو عامل مقرر کیا ہے؟

انہوں نے کہا کہ میں نے ابن ابزیٰ کو مکہ کا عامل مقرر کیا ہے۔

ضرت عمرؓ نے فرمایا کہ کیا تم نے ایک غلام کو عامل مقرر کیا ہے؟

حضرت نافعؓ نے عرض کیا کہ وہ قاری قرآن ہے، وہ فرائض کا عالم ہے۔

حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ تمہارے نبی ﷺ نے یہی تو فرمایا تھا کہ

إِنَّ اللهَ يَرْفَع بِهَذَا الْكِتَاب أَقْوَامًا ، وَيَضَعُ بِهِ آخَرِينَ (فتح الباري ۱/ ۲۰۷)

اللہ تعالیٰ اس کتاب کے ذریعے بہت سے لوگوں کو بلند کرتے ہیں اور بہت سے لوگوں کو ذلیل کرتے ہیں۔

علماء اور جہلاء میں فرق

اللہ تعالیٰ نے علماء کرام کی شان ایک مقام پر یوں بیان فرمائی ہے

{قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الَّذِينَ يَعلَمُونَ وَالَّذينَ لَا يَعلَمُونَ}(الزمر ۹)

فرما دیجیے کہ کیا وہ لوگ جو جانتے ہیں اور وہ لوگ جو نہیں جانتے برابر ہو سکتے ہیں؟

یقیناً علماء اور جہلاء میں واضح فرق ہے، علماء قرآن و سنت سے آگاہ ہیں، قرآن و سنت کے تقاضوں سے آشنا ہیں، الٰہی فرامین و نبوی ارشادات کی آگاہی رکھتے ہیں، جب کہ جہلاء قرآن و سنت سے بالکل نا آشنا ہیں، وہ اللہ اور رسول اللہ کی نورانی تعلیمات سے لاعلم ہیں، وہ منشاء خداوندی تک رسائی نہیں رکھتے، وہ اپنے نفع اور نقصان سے آگاہ نہیں ہیں، جب کہ علماء کرام نہ صرف اپنے نفع اور نقصان سے آگاہ ہیں بلکہ دوسروں کے نفع اور نقصان کی بھی خبر رکھتے ہیں۔

علماء اور خوف خداوندی

پھر سورۃ فاطر کی آیت میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ

{إِنَّمَا يَخْشَى اللَّهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمَاءُ}(فاطر ٢٨)

بے شک اللہ کے بندوں میں اس سے جو لوگ ڈرتے ہیں وہ علماء ہیں۔

یقینی بات ہے کہ قرآن وسنت سے آگاہی رکھنے والے علماء کرام اللہ سے خوف رکھتے ہیں، وہ اسی خوف وڈر کو پیش نظر رکھتے ہوئے حق وسچ کی بات کہتے ہیں، حق وسچ پر ڈٹ جاتے ہیں، حق وسچ کا پرچار کرتے ہیں، وہ اپنے اللہ کے دین کی سربلندی کے لیے صبح وشام مصروف کار رہتے ہیں، وہ اللہ کے احکامات کی بجاآوری میں مشغول ومنہمک رہتے ہیں، وہ منہیات سے پرہیز کرتے ہیں، اوامر کی تعمیل میں دن رات مصروف رہتے ہیں، وہ بلاخوف لومۃ لائم سچ کہتے ہیں، وہ اللہ کے احکامات اور نبی کریم ﷺ کی روشن تعلیمات سے انسانوں کو باخبر رکھتے ہیں، وہ قبر وحشر کو ہمہ وقت مد نظر رکھتے ہیں، دوزخ کی ہولناکی اور جنت کی نعمتوں سے ہمہ وقت آگاہ رہتے ہیں، دیدار الٰہی اور زیارت نبوی ہمہ وقت ان کے پیش نظر ہوتی ہے، وہ حتی المقدور کوئی ایسا کام نہیں کرتے جو اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کا ذریعہ بنے، وہ ایک ایک قدم پھونک کر رکھتے ہیں۔

علماء کرام اللہ کے احکامات کو سامنے رکھتے ہوئے اپنے دن رات گزارتے ہیں، دن کو انسانی دلوں پر محنت کرتے ہیں جب کہ راتوں کو اٹھ اٹھ کر اللہ کے سامنے سجدہ ریزیاں کرتے ہیں، اپنے رب کو مناتے ہیں، توبہ اور استغفار سے اللہ کی رحمتوں اور عنایات کو اپنی طرف متوجہ فرماتے ہیں۔

علماء اور رسالت مآب کی رسالت کی گواہی

اسی طرح اللہ تعالیٰ نے علماء کرام کی شان اس آیت میں یوں بیان کی ہے

{قُل كَفَى بِاللَّهِ شَهِيداً بَيْنِي وَبَيْنَكُم وَمَن عِندَهُ عِلمُ الكِتَاب}(الرعد ٤٣)

فرماد یجیے کافی ہے اللہ میرے اور تمہارے درمیان بطور گواہ کے اور وہ شخص کہ اس کے پاس کتاب کا علم ہے۔

شیخ الاسلام مفتی تقی عثمانی اس آیت کے ذیل میں لکھتے ہیں کہ

یعنی تم جو آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی رسالت کا انکار کر رہے ہو اس سے کیا ہوتا ہے ؟ تمہارے انکار سے حقیقت نہیں بدل سکتی، اللہ تعالیٰ بذات خود آپ کی رسالت کا گواہ ہے اور ہر وہ شخص جسے آسمانی کتابوں کا علم ہے اگر انصاف کے ساتھ اس علم کی روشنی میں آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے حالات کا جائزہ لے گا تو وہ بھی یہ گواہی دیئے بغیر نہیں رہ سکے گا کہ آپ اللہ تعالیٰ کے سچے رسول ہیں۔

مفسر قرآن مولانا عاشق الہٰیؒ اپنی تفسیر میں اس آیت کے ذیل میں لکھتے ہیں کہ

اہل کتاب کے علماء کی گواہی بھی میرے لئے کافی ہے جو اپنی کتابوں میں میری نبوت کی پیشین گوئی پڑھتے آئے ہیں اور ان کے جذبہ انصاف نے انہیں مومن بنا دیا انہوں نے میری تصدیق کی اور مجھ پر ایمان لے آئے اہل علم کی گواہی کے بعد جاہلوں کا انکار بے حیثیت ہے۔(تفسیر انوار البیان)

عالم قوم سلیمان اور عالم امت محمدی

اللہ تعالیٰ نے اہل علم کی طاقت اور قدرت کا یوں ذکر فرمایا ہے

{قَالَ الَّذِي عِندَه عِلمٌ مِّنَ الكِتَاب أَنَا آتِيكَ بِهِ}(النمل ۴۰)

جس شخص کے پاس کتاب کا علم تھا اس نے کہا کہ میں اس (تحت بلقیس) کو تیرے پاس لاتا ہوں۔

اس آیت مبارکہ میں قوم سلیمان علیہ السلام میں سے ایک شخص آصف بن برخیا کا ذکر ہے، جو حضرت سلیمان علیہ السلام کا وزیر تھا، ان کا میر منشی تھا، یہ شخص حضرت سلیمان علیہ السلام کی خالہ کا بیٹا تھا، یہ ایک سچا شخص تھا، جو آسمانی کتابیں جانتا تھا، اسم اعظم بھی اس کے پاس تھا، اسم اعظم کی شان یہ ہے کہ اس کے ساتھ جو دعا مانگی جاتی ہے وہ

قبول کی جاتی ہے، اللہ تعالیٰ نے آصف بن برخیا کو حضرت سلیمان علیہ السلام کی مدد ونصرت کے لیے پیدا فرمایا تھا، ان کے احکامات کو نافذ کرنے کے لیے پیدا فرمایا تھا۔

علامہ اسماعیل حقیؒ فرماتے ہیں کہ یہاں کتاب سے مراد جنس کتاب ہے، وہ کتابیں جو حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت ابراہیم علیہ السلام پر نازل ہوئی تھیں، یا اس سے مراد لوح محفوظ ہے، اور لوح محفوظ کے پوشیدہ اسرار مراد ہیں، معتزلہ کہتے ہیں کہ اس سے مراد جبریل امین ہیں، وہ یہاں آصف بن برخیا کو اس لیے مراد نہیں لیتے کیونکہ وہ کرامت الاولیاء کے منکر ہیں، وہ آصف بن برخیا کی اس کرامت کو نہیں مانتے کہ آپ اپنی آنکھیں جھپکائیں اس سے پہلے میں تحت بلقیس کو آپ کی خدمت میں لا حاضر کروں گا۔

پیر کرم شاہ الازہری اپنی تفسیر میں اس آیت مبارکہ کے تحت لکھتے ہیں کہ

اگر حضرت سلیمان (علیہ السلام) کا ایک امتی الکتاب کے علم کی برکت سے ایسا کام کرسکتا ہے تو سید الانبیاء والمرسلین ﷺ کی امت کا ولی جو الکتاب کا نہیں بلکہ الکتاب المبین کا عالم اور اس کے اسرار و معارف پر آگاہ ہے اس سے ایسے امور کا سرزد ہونا کیا مشکل ہے۔ وہ لوگ جو حضور نبی کریم ﷺ کی امت کے اولیاء کاملین کی کرامات کا انکار کرتے ہیں انہیں قرآن کریم کی اس آیت میں مکرر غور کرنا چاہیے۔ (تفسیر ضیاء القرآن)

میرے خیال میں جب سلیمان علیہ السلام کی قوم کے ایک عالم کی یہ شان ہے تو پیارے نبی حضرت محمد ﷺ کی امت کے عالم کی کیا شان ہو گی، جسے عابدوں پر فضیلت دی گئی ہے، جس کا درجہ شہدا کے درجے کے برابر قرار دیا گیا ہے۔

علماء کی تلقین و دعوت

اسی طرح اللہ تعالیٰ نے اہل علم کی شان بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا

{وَقَالَ الَّذِینَ أُوتُوا العِلمَ وَیلَکُم ثوابُ اللہِ خَیرٌ لِّمَن آمَنَ وَعَمِلَ صَالحاً}
وہ لوگ جو علم دیے گئے وہ کہتے ہیں کہ تمہاری خرابی ہو اللہ تعالیٰ کا ثواب اس شخص کے لیے بہتر ہے جو ایمان لایا اور نیک عمل کیا۔ (سورۃ القصص ۸۰)

ابن عباسؓ نے فرمایا کہ اس سے بنی اسرائیلیوں کے بڑے بڑے علماء مراد ہیں مقاتلؒ کا بیان ہے کہ اوتوا العلم سے مراد وہ ہے جس کا وعدہ اللہ نے آخرت میں کیا ہے، وہ ان لوگوں کے سامنے یہ تمنا کریں گے کہ کاش ہمیں بھی قارون کی طرح مال دیا جاتا جس طرح دنیا میں قارون کو دیا گیا، وَیلَکُم ثوابُ اللہِ خَیرٌ اللہ تعالیٰ کے نزدیک جو ثواب واجر پا گیا وہ خیر ہے۔ لمن امن، اور اللہ کی توحید کو سچا جانا۔ وعمل صالحا، جتنا قارون کو دنیا میں دیا گیا۔

معلوم ہوا کہ آخرت کی قدر و قیمت علم کے ذریعے ہی معلوم ہو سکتی ہے، علم کے بغیر کسی کو یہ علم نہیں ہو سکتا ہے کہ آخرت کے لیے کیوں تیاری کی جاتی ہے اور انسان کو آخرت میں کیا حاصل ہونے والا ہے، علم کے بغیر انسان دنیا اور دنیا کی چیزوں کو ترجیح دیتا ہے، دنیا ہی کو سب کچھ سمجھتا ہے۔

عالم کلام اللہ میں غور کرتا ہے

پھر اللہ تعالیٰ نے اہل علم کی عقل و فراست کی بات کی، ارشاد ہے
{وَتِلكَ الأَمثَالُ نَضرِبُهَا لِلنَّاسِ وَمَا یَعقِلُهَا إِلَّا العَالِمُونَ}(العنکبوت ۴۳)
یہ مثالیں ہم لوگوں کے لیے بیان کرتے ہیں مگر ان کو سمجھتے علم والے ہی ہیں۔

قرآن کریم کا مطالعہ کرنے والے، اسے دیکھنے والے، اس میں غور و فکر کرنے والے جانتے ہیں کہ اس عرش بریں کے آخری پیغام ہدایت میں علماء کرام کی شان، مقام اور مرتبہ کس طرح بیان کیا گیا ہے۔

امام بغوی نے اپنی سند کے ساتھ حضرت جابر سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے اس آیت کی تلاوت فرما کر فرمایا کہ عالم وہی شخص ہے جو اللہ تعالیٰ کے

کلام میں غور و فکر کرے اور اس کی اطاعت پر عمل کرے اور اس کو ناراض کرنے والے کاموں سے بچے۔(تفسیر بغوی، معارف القرآن)

حضرت مفتی محمد شفیع صاحبؒ اس آیت کے ذیل میں لکھتے ہیں کہ

اس سے معلوم ہوا کہ قرآن و حدیث کے محض الفاظ سمجھ لینے سے اللہ کے نزدیک کوئی شخص عالم نہیں ہوتا، جب تک قرآن میں تدبر اور غور و فکر کی عادت نہ ڈالے اور جب تک کہ اپنے عمل کو قرآن کے مطابق نہ بنائے۔(معارف القرآن)

مسند احمد میں حضرت عمرو بن عاص سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے ایک ہزار امثال سیکھی ہیں، ابن کثیرؒ اس کو نقل کر کے لکھتے ہیں کہ یہ حضرت عمرو بن عاص کی بہت بڑی فضیلت ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اس آیت مذکورہ میں عالم انہی کو فرمایا ہے جو اللہ ورسول کی بیان کردہ امثال کو سمجھیں۔

حدیث شریف اور علماء کرام

پھر رحمت دوعالم ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ جس کے ساتھ بھلائی اور خیر کا ارادہ فرماتے ہیں تو اسے دین میں سمجھ بوجھ عطا فرمادیتے ہیں، اسے رشد وہدایت الہام کر دیتے ہیں، پھر آپ ﷺ نے علماء کرام کو انبیاء کرام کا وارث قرار دیا، اور یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ رتبہ نبوت سے بڑھ کر اور کوئی رتبہ اور مقام نہیں ہے، اسی طرح اس رتبہ کے حاملین کا جو شخص وارث بن گیا اس کو بھی بڑا رتبہ مل گیا، ان کے وارث بننے سے بڑھ کر اور کون سا رتبہ ہو سکتا ہے۔

حضرت ابو درداء فرماتے ہیں کہ میں رحمت عالم ﷺ سے سنا، فرمارہے تھے کہ

إِنَّهُ لَيَسْتَغْفِرُ لِلْعَالِمِ مَنْ فِي السَّمَاوَاتِ، وَمَنْ فِي الْأَرْضِ، حَتَّى الْحِيتَانِ فِي الْبَحْرِ

عالم دین کے لیے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمینوں میں ہے یہاں تک کہ مچھلیاں دریا میں استغفار کرتی ہیں۔(سنن ابن ماجہ)

مسند احمد کی روایت میں فی البحر دریا کی بجائے فی الماء کے الفاظ ہیں، یعنی مچھلیاں پانی میں دعا کرتی ہیں۔ (مسند احمد)

مسند ابن ابی شیبہ میں فی جوف البحر کے الفاظ ہیں کہ دریا کے درمیان میں مچھلیاں عالم دین کے لیے دعائے استغفار کرتی ہیں۔

اسی طرح ایک اور روایت میں رحمت دوجہاں ﷺ نے علماء کرام کی شان بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا

يَستَغفِرُ لِلعَالِمِ مَا فِي السَّمٰوَاتِ وَالأَرضِ

عالم کے لیے جو کچھ آسمان وزمین میں ہے وہ استغفار کرتا ہے۔

عالم دین کے منصب سے کس کا منصب اور مقام بڑا ہے جس کے لیے آسمانوں اور زمین کے فرشتے استغفار کرتے ہیں، بخشش کی دعائیں مانگتے ہیں۔

علم وحکمت سے بزرگی میں اضافہ

حضرت نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا

إنَّ الحِكمَةَ تَزيدُ الشَّريفَ شَرفاً وَتَرفَعُ المَملُوكَ حَتَّى يُدرِكُ مَدَارِكَ المُلُوكِ (آداب المحدث، عبدالغنی ازدی)

علم وحکمت شریف آدمی کی بزرگی میں اضافہ کرتے ہیں، علم وحکمت غلاموں کو اس قدر سربلندی عطا کرتے ہیں کہ وہ بادشاہوں کے مقام کو پالیتے ہیں۔

یہاں اس بات پر خبردار کیا جارہا ہے کہ دنیا میں اس کے ثمرات اس قدر ہیں تو یہ بات معلوم اور ظاہر ہے کہ آخرت تو اس سے کہیں بہتر اور باقی رہنے والی ہے، وہاں بھی ان لوگوں کو ایک امتیازی شان ملے گی۔

مؤمن عالم افضل ترین ہے

حضرت نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ

أَفضَلُ النَّاسِ اَلمُؤمِنُ العَالِمُ الَّذِي إن اُحتِيجَ إِلَيهِ نَفَعَ وَإن اُستُغنِي عَنهُ أَغنَىَ نَفسَهُ (شعب الایمان للبیہقی)

لوگوں میں سب سے افضل وہ مؤمن عالم ہے کہ اگر اس کی طرف حاجت پیش کی جائے تو وہ نفع دے، اور اگر اس سے بے پروائی برتی جائے تو وہ اپنے آپ کو مستغنی کرلے۔

یہی علماء کرام کی شان ہے کہ وہ اپنی درسگاہوں میں آنے والے غریب الدیار، اجنبی طالب علموں کو علم وعرفاں کی دولت سے مالا مال وسرشار کرتے ہیں، آج دنیا کے گوشے گوشے میں انہی علماء کرام کے تربیت یافتہ تلامذہ وشاگردان رشید قرآن وسنت کی ترویج واشاعت میں مصروف کار ہیں، جو ان کے پاس علم وحکمت سیکھنے نہیں آتا وہ اس کے پیچھے پیچھے بھی نہیں پھرتے۔

ایمان کا پھل علم

حضرت نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ

اَلإيمَانُ عُريَانٌ وَلِبَاسُهُ التَّقوَى وَزِينَتُهُ الحَيَاءُ وَثَمرَتُهُ العِلمُ (تاریخ نیشاپور للامام حاکم،احیاء علوم الدین للغزالی)

ایمان ایک کھلی ہوئی چیز ہے، اس کا لباس تقویٰ ہے، اس کی زینت حیاء ہے، اور اس کا پھل علم ہے۔

علماء کرام درجہ نبوت کے قریب ترین

حضرت نبی کریم ﷺ نے علماء کرام کی عظمت کو چار چاندیوں لگائے ہیں، فرمایا

أَقرَبُ النَّاسِ مِن دَرَجَةِ النُّبُوَّةِ أَهلُ العِلمِ وَالجِهَادِ أَمَّا أَهلُ العِلمِ فَدَلُّوا النَّاسَ عَلَى مَا جَاءَت بِهِ الرُّسُلُ وَأَمَّا أَهلُ الجِهَادِ فَجَاهَدُوا بِأَسيَافِهِم عَلَى مَا جَاءَت بِهِ الرُّسُلُ (دیلمی، کنزالعمال)

لوگوں میں سب سے زیادہ درجہ نبوت کے قریب علماء کرام ہوتے ہیں، اور مجاہد ہوتے ہیں، ان میں علم والے وہ لوگ ہوتے ہیں جو لوگوں کی راہنمائی ان باتوں پر کرتے ہیں جو حضرات انبیاء کرام لے کر آئے، اور مجاہد وہ لوگ ہوتے ہیں جو اپنی تلواروں کے ساتھ جہاد کرتے ہیں۔

عالم کے قلم کی سیاہی اور شہید کا خون

حضرت نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ

يُوزَنُ يومَ القِيَامَةِ مِدادُ العُلَمَاءِ بدَمِ الشُّهَدَاءِ (ابن عبدالبر)

بروز محشر علماء کرام کے قلموں کی سیاہی کو شہداء کے خون کے ساتھ تولا جائے گا۔

اس کا مطلب یہ ہے کہ حضرات علماء کرام کے ان قلموں کی سیاہی جس سے علم نافع لکھا کرتے تھے کو شہدا کرام کے خون سے تولا جائے گا، خون شہدا اور عالم کے قلم کی سیاہی کے وزن کا مقابلہ کیا جائے گا، دونوں کو تولا جائے گا تو علماء جن قلموں کی سیاہی سے دینی کتابیں لکھا کرتے تھے، علم نافع لکھا کرتے تھے، قرآن وسنت کی اشاعت وترویج کے لیے کام کیا کرتے تھے، اعلاء کلمۃ اللہ کیا کرتے تھے، قلمی جہاد کیا کرتے تھے ان کی سیاہی کا وزن شہدا کے خون سے بڑھ جائے گا، یعنی ان کے قلموں کی سیاہی کا ثواب شہدا کے خون کے ثواب سے زیادہ دیا جائے گا، بعض حضرات نے علماء کرام کی قلمی جدوجہد کو جہاد سے افضل قرار دیا ہے، اس لیے علماء کے قلمی جہاد کا مقصد بھی اللہ کے دین کو زندہ کرنا ہے، مجاہد کے جہاد کا مقصد بھی اللہ کے دین کو زندہ کرنا ہے، لیکن علم وقلم کا جہاد مجاہد کے جہاد سے رتبے اور مقام میں بڑھ کر ہے۔(مستفاد من تنویر شرح جامع الصغیر)

زین الدین محمد مناوی لکھتے ہیں کہ

اس کا مطلب یہ ہے کہ علماء کرام کے قلموں کی سیاہی کا ثواب شہدا کے خون کے ثواب سے زیادہ ہو جائے گا، جیسے حضرت دیلمی کی مسند میں واضح طور پر موجود ہے، حدیث کا

ایک حصہ دوسرے حصے کی وضاحت کرتا ہے، پھر یہ بات ایک ضرب المثل کے طور پر مشہور ہوگئی ہے جس سے علماء کرام کی مجاہدین پر فضیلت ثابت ہوتی ہے، اور یہ بات اس کے بعد بیان کی گئی ہے جس میں علماء کے قلموں کی سیاہی کو شہدا کے خون سے افضل قرار دیا گیا ہے، کیونکہ شہید کے نزدیک سب سے عظیم چیز اس کا خون ہے، جب کہ عالم کے نزدیک سب سے کمزور ترین چیز اس کے قلم کی سیاہی ہے، مگر آپ کا کیا خیال ہے کہ عالم کے ہاں سب سے اشرف، افضل اور اعلیٰ چیز وہ علوم کا خزانہ ہے، وہ اللہ کی نعمتوں میں غوروحوض ہے، وہ تحقیق حق ہے، وہ احکامات شرعیہ کا بیان ہے، وہ اللہ کی مخلوق کو راہ راست پر لانے کی جہدوکاوش ہے۔(فیض القدیر شرح جامع الصغیر)

میدان کارزار میں دشمن کے مقابلے میں سیسہ پلائی دیوار بن کر کھڑے رہنا، کافر دشمنوں کے کشتوں کے پشتے اکھاڑنا بڑی فضیلت کی بات ہے، مگر اہل علم کا کہنا ہے کہ طلب علم، حلال وحرام کی معرفت حاصل کرنا یہ فضیلت کی بات ہے، اسی لیے وہ فرماتے ہیں کہ قیامت کے روز علماء کرام کے قلم کی سیاہی شہدا کے خون کے ساتھ برابر سرابر تولی جائے گی، یہ بات درست ہے اس لیے کہ قرآن کریم نے دونوں چیزوں کو برابر رکھنے کی تلقین فرمائی ہے، جیسے سورۃ توبہ کی آیت ۱۲۲ میں ارشاد ہے

وَمَا كَانَ الْمُؤْمِنُونَ لِيَنفِرُوا كَافَّةً فَلَوْلَا نَفَرَ مِنْ كُلِّ فِرْقَةٍ مِنْهُمْ طَائِفَةٌ لِيَتَفَقَّهُوا فِي الدِّينِ وَلِيُنْذِرُوا قَوْمَهُمْ إِذَا رَجَعُوا إِلَيْهِمْ لَعَلَّهُمْ يَحْذَرُونَ}
[التوبة:۱۲۲]

اور مسلمانوں کے لیے یہ بھی مناسب نہیں ہے کہ وہ (ہمیشہ) سب کے سب (جہاد کے لیے) نکل کھڑے ہوں۔ لہذا ایسا کیوں نہ ہو کہ ان کی ہر بڑی جماعت میں سے ایک گروہ (جہاد کے لیے) نکلا کرے، تاکہ (جو لوگ جہاد میں نہ گئے ہوں وہ دین کی سمجھ بوجھ حاصل کرنے کے لیے محنت کریں، اور جب ان کی قوم کے لوگ (جو جہاد میں گئے ہیں) ان کے پاس واپس آئیں تو یہ ان کو متنبہ کریں، تاکہ وہ (گناہوں سے) بچ کر رہیں۔

قرآن کریم اہل ایمان کے ایک گروہ کو میدان کارزار میں ایمانی غیرت دکھانے کا راستہ دکھاتا ہے اور دوسرے گروہ کو علم سیکھنے کی طرف راہنمائی کرتا ہے، اسی سے استدلال کیا گیا ہے کہ طلب علم جہاد سے افضل ہے، کیونکہ علم اصل ہے، اساس اور بنیاد ہے، کوئی انسان علم و معرفت کے بغیر جہاد نہیں کر سکتا، اور راہ حق میں جہادی خطوط علماء کرام کے بغیر کوئی کھینچ ہی نہیں سکتا، اور اس پر سب سے پہلے حصول علم ہے پھر جہاد ہے، اور دونوں ایسے فریضے ہیں جو ایک دوسرے کو کاٹ نہیں سکتے، ایک دوسرے کو معطل نہیں کر سکتے، دونوں ہی اپنی اپنی جگہ پر اہم ہیں۔

مرقات شرح مشکوٰۃ میں روایت ہے کہ

مِدَادُ الْعُلَمَاءِ أَفْضَلُ مِنْ دِمَاءِ الشُّهَدَاءِ

علماء کے قلموں کی سیاہی شہدا کے خون سے افضل ہے۔

عالم دین امین ہوتا ہے

رحمت دوعالم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ

اَلعَالِمُ أَمِينُ اللهِ سُبحَانَهُ فِي الأَرضِ (ابن عبدالبر)

عالم زمین میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا امین ہوتا ہے۔

عالم وہ شخص ہے جو کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ ﷺ کا علم رکھتا ہے پھر اس پر عمل بھی کرتا ہے، ایسا شخص رحمت کائنات، مفخر موجودات ﷺ نے زمین میں اللہ تعالیٰ کا امین قرار دیا ہے، اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے اسے علوم و معارف کی امانت سپرد کی ہے، اسے شریعت اور اسلام کے احکامات عطا کیے ہیں، وہ اللہ اور رسول اللہ ﷺ سے ڈرتا ہے، وہ ان کی عطا کی ہوئی امانت میں خیانت کا ارتکاب نہیں کرتا، وہ اللہ اور رسول اللہ ﷺ کے سامنے جسارت کرتے ہوئے اعمال کو برباد اور امانت میں خیانت نہیں کر سکتا، اس لیے کہ اللہ تعالیٰ شانہ اس سے اس امانت کے بارے میں سوال کریں گے۔

چونکہ علم من وجہ عبادت ہے اور من وجہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے نیابت وخلافت ہے، بلکہ بڑی خلافت ونیابت ہے، اللہ تعالیٰ کسی عالم دین کے دل پر اس علم کو کھولتا ہے جو اس کی صفات میں سے ہے، یہ عالم کسی خازن اور نگہبان کی طرح ہے، اس خزانے سے وہ محتاجوں اور ضرورت مندوں پر خرچ کرنے کا مجاز ہے، اگر یہ علم کو ضائع کرے گا تو یہ خازن نہیں علم کا ڈاکو اور چور ہے۔

صرف علوم ومعارف ہی میں امانت دار نہیں بلکہ وہ عوامی امانتوں میں بھی امانت دار ہوتا ہے، آج کل مساجد اور مدارس اور دیگر اداروں کی شکل میں علماء کرام کی خدمت میں لاکھوں، کروڑوں روپے پیش کیے جاتے ہیں، یہ رقم زکوٰۃ، صدقات، خیرات اور عطیات کی مد میں دی جاتی ہے، عالم دین کے علم کا تقاضا ہے کہ وہ کسی قسم کے لالچ میں آئے بغیر ان امانتوں کو ان کے حقداروں تک پہنچائے، اگر وہ ان عوامی امانتوں کو اپنی نفسانی خواہشات کے مطابق شرعی تقاضوں کو بالائے طاق رکھ کر استعمال کرے گا تو وہ اللہ اور رسول اللہ کا مجرم ہوگا، وہ خائن ہوگا، وہ بددیانت ہوگا، قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اس سے بھی پوچھیں گے۔

عابد پر عالم کی فضیلت

حضرت نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ

فَضْلُ الْعَالِمِ عَلَى الْعَابِدِ كَفَضْلِي عَلَى أَدْنَى رَجُلٍ مِنْ أَصْحَابِي (ترمذی)

عالم کی فضیلت عابد پر اس طرح ہے جس طرح میری فضیلت میرے صحابہ میں سے کسی ادنیٰ سے آدمی پر ہے۔

جس طرح اللہ تعالیٰ نے حضرات انبیاء کرام میں سے بعض کو بعض پر فضیلت اور شان عطا فرمائی ہے اسی طرح اللہ تعالیٰ نے اپنے آخری پیغمبر نبی کریم ﷺ کے جانثار

صحابہ کرام میں سے بھی بعض کو بعض پر فضیلت عطا فرمائی ہے، یہاں اعلیٰ اور افضل صحابہ کرام کی بات نہیں کی گئی بلکہ ادنیٰ صحابی کی بات کی گئی ہے، کہ جس طرح میری اس ادنیٰ درجہ کے صحابی پر فضیلت ہے اسی طرح ایک عالم دین کی فضیلت عابد پر ایسی ہے۔

ایک روایت میں عالم کی فضیلت بیان کرنے کے لیے کادنکم کے ساتھ فرمائی گئی ہے کہ تم میں سے ادنیٰ ترین شخص پر جس طرح مجھے فضیلت حاصل ہے اسی طرح ایک عالم دین کو ایک عبادت گزار پر فضیلت حاصل ہے۔

ایک روایت میں فرمایا گیا کہ عالم کو عابد پر اس طرح فضیلت حاصل ہے جس طرح مجھے اپنی امت پر فضیلت حاصل ہے۔

ایک روایت میں عالم کو عابد پر ستر درجے فضیلت کا ذکر فرمایا گیا ہے۔

ایک روایت میں عالم کی فضیلت عابد پر ایسی بتائی گئی ہے جس طرح ایک نبی کی فضیلت اس کی امت پر۔

باب علم علی المرتضیٰ نے فرمایا کہ بہت سے لوگ جنت کی طرف آگے بڑھ گئے، حالانکہ انہوں نے کوئی لمبی چوڑی عبادتیں نہیں کی تھیں، لمبی چوڑی نمازیں اور روزے اور حج نہیں کیے تھے، مگر انہوں نے اللہ کی منشاء کو سمجھ لیا تھا، جس کے باعث ان کے دل ڈر گئے تھے اور ان کے دل مطمئن ہو گئے تھے۔

عالم دین کو یہاں فضیلت دی گئی ہے، لیکن عالم کے لیے عبادت لازمی چیز ہے، اسی طرح عابد کے لیے بھی علم کی ضرورت ہے، علم عمل کا پیش خیمہ ہے، درست عمل تب ہی ہو سکتا ہے جب انسان پہلے علم حاصل کرے، آپ ﷺ نے یہاں عالم دین کو فضیلت دی عابد پر، اس عالم سے مراد بے عمل عالم نہیں ہے، بلکہ وہ عالم مراد ہے جو اپنے علم سے نفع اٹھاتا ہے، اللہ کے بندے اس کے علم سے فائدہ اٹھاتے ہیں۔

جس عالم کو فضیلت دی گئی ہے اس سے مراد وہ عالم ہے جس کے فتاویٰ اور ارشادات سے اللہ کی مخلوق فائدہ اٹھاتی ہے، وہ لوگوں کو خیر کی طرف دعوت دیتا ہے، لوگوں کو بھلائی کی طرف متوجہ کرتا ہے، وہ دعوت وارشاد کا کام کرتا ہے، وہ تحریر کے ذریعے لوگوں تک دین پہنچاتا ہے، وہ تقریر کے ذریعے لوگوں کو سمجھاتا ہے، وہ دلائل کی روشنی میں کج فہم لوگوں کو سمجھاتا ہے، وہ دعوت وتبلیغ کے ذریعے اللہ کی مخلوق کو اللہ کے دین کی طرف بلاتا ہے اور ان تک اللہ کے پیغام کو پہنچاتا ہے۔

اس کے مقابلے میں عابد ہے وہ صرف عبادت میں مصروف رہتا ہے، وہ نوافل پر زور دیتا ہے، وہ تسبیحات پر زور دیتا ہے، وہ انفرادی اعمال کو ترجیح دیتا ہے، وہ مختلف مشکلات سے نکلنے کے لیے وظائف اور اوراد پر اکتفا کرتا ہے، عالم کی فکر وسوچ اجتماعی ہوتی ہے جب کہ عابد کی فکر وسوچ ذاتی ہوتی ہے، انفرادی ہوتی ہے۔

مقام غور ہے کہ آپ ﷺ نے علم کو رتبہ نبوت کے ساتھ ملایا ہے، اور علم سے خالی عمل کا مقام کم کر دیا ہے، اگر عابد صرف عابد ہی ہو گا اس کے پاس علم نہیں ہو گا تو وہ عالم سے کبھی بھی آگے نہیں بڑھ سکتا، ہاں عابد کے پاس علم کی دولت بھی ہو جس طرح ایک عالم کے پاس ہوتی ہے تو پھر نور علی نور، اس عابد کا مقام بھی بڑا ہے۔

عالم چاند اور عابد ستارہ

حضرت نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ

فَضْلُ الْعَالِمِ عَلَی الْعَابِدِ کَفَضْلِ الْقَمَرِ لَیْلَةَ الْبَدْرِ عَلَی سَائِرِ الْکَوَاکِبِ (ترمذی)

عالم کی فضیلت عابد پر ایسے ہے جیسے چودھویں کے چاند کی فضیلت تمام ستاروں پر ہے۔

عبادت کمال اور نور ہے جو عابد کی ذات کے ساتھ لازم ہے، اس سے آگے نہیں بڑھتا، اس لیے اسے ستاروں کی روشنی کے ساتھ تشبیہ دی گئی ہے، اور علم ایسی چیز ہے جو نہ

صرف یہ کہ عالم کی ذات میں شرافت اور فضیلت کو لازم قرار دیتی ہے بلکہ وہ اس سے دوسروں کی طرف بھی پہنچتی ہے، پھر وہ لوگ اس سے روشنی حاصل کرتے ہیں، اس کے واسطے سے کمال حاصل کرتے ہیں، اور یہ کمال کسی عالم کا ذاتی کمال نہیں ہوتا بلکہ یہ نور اور کمال اسے نبی کریم ﷺ کی ذات اقدس سے حاصل ہوا ہے، اور نبی کریم ﷺ تو شمس منیر ہیں، جن سے روشنی حاصل کی جاتی ہے، اسی لیے اسے چاند کے ساتھ تشبیہ دی گئی ہے۔

اس بات کا گمان وخیال تک انسانی ذہن میں نہیں آنا چاہیے کہ جس عالم کو فضیلت دی گئی ہے وہ عمل سے عاری ہو کر بیٹھ رہے، اور نہ ہی کسی عابد کے لیے یہ بات مناسب ہے کہ وہ علم سے کورا رہے، یہاں صرف اتنی بات ہے کہ عالم کا علم اس کے عمل پر غالب رہتا ہے، جب کہ عابد کا عمل اس کے علم پر غالب رہتا ہے، یہی وجہ ہے کہ علماء کرام کو انبیاء کرام کا وارث قرار دیا گیا ہے، کیونکہ انہیں دونوں نیکیوں یعنی علم و عمل سے کامیابی ملی ہے، اور انہیں کمال اور تکمیل کی دونوں فضیلتیں حاصل ہیں، اور یہ طریقہ عارفین باللہ کا طریقہ ہے، اور اللہ کی طرف جانے والوں کا راستہ ہے۔

بعض شارحین حدیث یوں فرماتے ہیں کہ اس عالم سے مراد وہ شخص ہے جو نفلی عبادت سے زیادہ علم میں مشغول رہے اور یہ مشغولیت اس پر غالب ہو، اسی طرح عابد سے وہ عابد مراد ہے جس کا اشتغال اور مصروفیت علم کی بجائے عبادت میں زیادہ ہو۔

عالم کی سفارش

حضرت نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ

يَشفَعُ يومَ القِيَامَةِ ثَلَاثَةٌ اَلأَنبِيَاءُ ثُمَّ العُلَمَاءُ ثُمَّ الشُّهَدَاءُ(ابن ماجہ)

قیامت کے دن تین قسم کے لوگ شفاعت کریں گے، ایک حضرات انبیاء کرام، دوسرے علماء کرام اور تیسرے شہداء کرام۔

انسانوں میں اہم ترین طبقات یہی ہیں، جن میں حضرات انبیاء کرام سر فہرست ہیں، جنہیں قیامت کے دن اللہ کی طرف سے سفارش کی اجازت دی جائے گی، حضرات انبیاء کرام میں ہر نبی کو سفارش کا حق دیا جائے گا، ان کے بعد حضرات علماء کرام کو سفارش کا حق دیا جائے گا، اس لیے کہ یہ حضرات انبیاء کرام کے وارث ہیں، پھر ان کے بعد شہدا کرام کو سفارش کا حق دیا جائے گا۔

اللہ تعالیٰ نے دونوں جہاں میں اپنے بندوں پر ان طبقات کی وجہ سے احسان فرمایا ہے، حضرات انبیاء کرام وہ لوگ ہیں جن کے ذریعے اللہ تعالیٰ نے لوگوں کو گمراہی کے اندھیروں سے نکال کر ہدایت کی روشنی میں پہنچایا، اور علماء کرام وہ ہیں جن کو اللہ نے حضرات انبیاء کرام کا وارث بنایا، انہیں علم کی دولت سے مالا مال کیا، انہوں نے بھی اللہ کی مخلوق کی چاہ ضلالت سے نکال کر روشنی اور اجالوں میں لا کھڑا کیا، اور شہدا کرام وہ ہیں جن کے ذریعے اللہ تعالیٰ نے دین کی حفاظت کروائی، انہوں نے اپنے جہاد کے ذریعے دین کا دفاع کیا، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اپنے احسان کا انہی تین طبقات کے لیے اضافہ فرمایا کہ انہیں سفارش کا حق دیا جائے گا۔

حضرات شارحین فرماتے ہیں کہ حدیث شریف میں بیان کی گئی اس ترتیب کو مد نظر رکھا جائے تو اندازہ لگانا مشکل نہیں ہے کہ حضرات مجاہدین سے زیادہ فضیلت علماء کرام کو حاصل ہے۔

علامہ قرطبی فرماتے ہیں کہ نبوت اور شہادت کے درمیان سب سے بڑا مرتبہ علماء کرام کا ہے، کیونکہ انہوں نے اپنے علم کے ذریعے لوگوں پر احسان کیا ہے، انہوں نے اپنے قیمتی اوقات کو فنا کر دیا تھا، اللہ تعالیٰ نے قیامت کے دن انہیں شفاعت کا حق دے کر ان کی عزت واکرام کو چار چاند لگائے، انہیں سفارش کا حق ملنا جزاو فاقا کا مصداق ہے، یعنی انہیں پورا پورا بدلہ مل گیا۔

شارحین حدیث نے انہی روایات کو پیش نظر رکھتے ہوئے فیصلہ کیا ہے کہ علماء کرام کا مقام شہدا کے مقام سے افضل اور اعلیٰ ہے، علم کا مرتبہ راہ حق میں کٹ جانے سے افضل ہے، اس لیے کہ ہر عمل کرنے والا علم انہی علماء کرام سے حاصل کرتا ہے، گویا کہ علم اصل اور بنیاد ہے۔ (فیض القدیر شرح جامع الصغیر)

ابو العباس ذہبیؒ نے ایک روایت نقل کی ہے، کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جب قیامت کا دن ہو گا تو اللہ تعالیٰ عبادت گزاروں کو اور مجاہدین کو فرمائیں گے کہ تم لوگ جنت میں داخل ہو جاؤ، علماء کرام کہیں گے کہ یہ لوگ جنت میں ہمارے علم کی برکت سے جا رہے ہیں، اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کہ تم میرے نزدیک میرے بعض فرشتوں کی طرح ہو، اس لیے تم سفارش کرو تمہاری سفارش قبول کی جائے گی، چنانچہ علماء سفارش کریں گے پھر وہ جنت میں داخل ہوں گے۔ (ابو العباس الذھبی)

یہ اعزاز ان لوگوں کو ملے گا جو اپنے علم کو پھیلاتے ہیں، علم کو عام کرتے ہیں، اپنے علم کو پوشیدہ نہیں رکھتے، اپنے علم کو اپنی ذات تک محدود نہیں رکھتے بلکہ اللہ کی مخلوق تک پہنچاتے ہیں، کیونکہ یہ شرف وفضیلت کتمان علم کرنے والوں کے لیے نہیں ہے، بلکہ یہ شان ومقام ان کو ملے گا جن کے لیے دوسرے مقام پر میرے پیارے آقا ومولیٰ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اس شخص کو ترو تازہ رکھے جس نے میری بات سنی، پھر اسے یاد رکھا پھر اسے عام کیا، پھر ایک روایت میں علم کو چھپانے والے کے لیے سخت وعید آئی ہے کہ علم چھپانے والے کو آگ کی لگام ڈالی جائے گی۔

علم کی روشنیاں، ہدایت کی روشنیاں علماء کرام کے دم قدم سے ہیں، میرے پیارے آقا مدنی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اللہ لوگوں کو علم دینے کے بعد اسے چھینتے نہیں ہیں، مگر یہ علم علماء کرام کے دنیا سے چلے جانے کی وجہ سے چلا جاتا ہے، جب بھی کوئی عالم جاتا ہے تو علم اس کے ساتھ جاتا ہے، پھر لوگوں کے سربراہ جاہل لوگ بن جاتے ہیں، اگر ان

جاہلوں سے سوال کیا جائے تو وہ بدون علم جواب دیتے ہیں، یوں وہ خود بھی گمراہ ہوتے ہیں اور لوگوں کو بھی گمراہ کرتے ہیں۔ (بخاری و مسلم)

دین کی باتیں سکھانے والے علماء کرام کے لیے تو آسمانوں کے فرشتے، زمین کے فرشتے یہاں تک کہ چیونٹیاں اپنے بلوں میں، مچھلیاں دریاؤں میں دعائیں مانگتی ہیں۔

علماء کا طبقہ فقہاء

علماء کرام میں بھی مراتب اور درجات کا فرق ہوتا ہے، ان میں ایک وہ طبقہ ہے جن کو فقیہ کہا جاتا ہے، جو قرآن وسنت کے سمندر میں غوطہ زن ہو کر علمی مسائل کا استنباط واستخراج کرتے ہیں، حضرت نبی کریم ﷺ نے فقیہ کی شان یوں بیان فرمائی ہے

وَلَفَقِيهٌ وَّاحِدٌ أَشَدُّ عَلَى الشَّيطَانِ مِن أَلفِ عَابِدٍ وَلِكُلِّ شَيءٍ عِمَادٌ وَعِمَادُ هَذَا الدِّينِ اَلفِقهُ (طبرانی فی الاوسط،فضل العلم للآجری)

ایک فقیہ شیطان پر ہزار عابدوں سے زیادہ سخت ہے، اور ہر چیز کا ایک ستون ہوتا ہے اور اس دین کا ستون فقہ ہے۔

حضرت نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ ہر چیز کے لیے ایک ستون ہوتا ہے، جس سے اس چیز کو سہارا دیا جاتا ہے اور قائم رکھا جاتا ہے، اس کو گرنے سے بچایا جاتا ہے، اس دین کا ستون فقہ ہے، اس دین کی حفاظت فقہ کے ذریعے کی گئی ہے، فقہ کو عماد الاسلام قرار دیا گیا ہے، جس پر اس کی اساس رکھی گئی ہے، جس سے اسے مضبوط کیا گیا ہے، جس سے اس کی بقاء ہے، فقہ سے مراد کتاب وسنت کا فہم ہے۔

آپ ﷺ نے فقیہ کی شان بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ ایک فقیہ شیطان پر ہزار عابدوں سے زیادہ سخت ہے، اس لیے کہ وہ اللہ کے اوامر اور اللہ کی نواہی کو سمجھتا ہے اور جانتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے یہ حکم کیوں دیا، نہی کیوں فرمائی؟ اس لیے اس چیز کی عظمت وہ جانتا ہے، اس کام کی عظمت وبڑائی اس کے دل میں ہوتی ہے، وہ اللہ کے امر پر تعمیل میں جلدی کرتا ہے، اللہ نے جس چیز سے روکا ہے وہ اس سے سخت بھاگتا ہے۔

حضرت عمر فاروقؓ جب خطبہ ارشاد فرماتے تو نبی کریم ﷺ کا وہ فرمان گرامی لوگوں کو سناتے تھے، جس میں آپ ﷺ نے آگاہ فرمایا کہ اللہ جب کسی شخص سے بھلائی اور خیر کا ارادہ کرتے ہیں تو اسے دین میں سمجھ بوجھ عطا فرما دیتے ہیں، اس لیے اے لوگو! تم دین میں سمجھداری حاصل کرو۔

فقیہ دین میں سمجھ بوجھ رکھتا ہے، وہ صبح و شام بحر علم کی شناوری میں مشغول و منہمک رہتا ہے، جب کہ عابد اپنے اعمال میں مصروف رہتا ہے۔

اہل تقویٰ سردار اور فقہاء راہبر

حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ

الْمُتَّقُونَ سَادَةٌ، وَالْفُقَهَاءُ قَادَةٌ، وَمُجَالَسَتُهُمْ زِيَادَةٌ(طبرانی فی الکبیر)

متقی لوگ سردار ہیں، فقہاء راہنما ہیں اور انہی کی مجلسوں میں زیادہ رہا کرو۔

خطیب نے حضرت عائشہ سے روایت نقل فرمائی ہے جس میں ارشاد ہے کہ اہل تقویٰ سردار ہیں، علماء کرام اور فقہاء عظام راہبر ہیں، ان کی مجلس میں بیٹھنا باعث برکت ہے اور ان کی طرف دیکھنا باعث نور ہے۔ (کنزالعمال)

کنزالعمال میں باب علم حضرت علی المرتضیٰؓ سے روایت ہے کہ

اہل تقویٰ سردار ہیں، فقہاء راہبر ہیں، ان کے پاس بیٹھنا علم میں زیادتی کا ذریعہ ہے، عالم دین کا اپنے علم سے نفع اٹھانا ہزار عابدوں کی عبادت سے بہتر ہے۔ (کنزالعمال)

حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ جب کہیں بیٹھتے تو یوں فرمایا کرتے تھے کہ لوگو! تم دن رات کی گردش میں ہو، عمریں کم ہو رہی ہیں اعمال محفوظ ہو رہے ہیں، موت اچانک آجاتی ہے، جس نے بھلائی بوئی قریب ہے کہ وہ بھلائی کاشت کرے، جس نے برائی بوئی قریب ہے کہ وہ ندامت کاشت کرے، ہر کاشت کرنے والے کے لیے وہ ہے جو اس نے کاشت کیا، کوئی سست رفتار چیز اپنے حصے سے آگے نہیں بڑھ سکتی، کوئی لالچی شخص اس چیز کو

حاصل نہیں کر پائے گا جو اس کے مقدر میں نہیں لکھی گئی، جو شخص خیر و بھلائی سے نوازا گیا وہ اللہ نے اسے دیا ہے، اور جو شر و برائی سے بچایا گیا اسے اللہ نے بچایا ہے، متقی لوگ سردار ہیں، فقہاء راہبر ہیں، ان کی مجالس زیادتی علم کا باعث ہے۔ (الزہد لابی داؤد)

بروز محشر علماء کرام کا ایک خاص اعزاز

حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ سے روایت ہے، حضرت نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا

يَبْعَثُ اللَّهُ الْعِبَادَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، ثُمَّ يُمَيِّزُ الْعُلَمَاءَ، فَيَقُولُ: يَا مَعْشَرَ الْعُلَمَاءِ، إِنِّي لَمْ أَضَعْ فِيكُمْ عِلْمِي وَأَنَا أُرِيدُ أَنْ أُعَذِّبَكُمْ، اذْهَبُوا فَقَدْ غَفَرْتُ لَكُمْ (طبرانی)

اللہ تعالیٰ بروز محشر لوگوں کو اٹھائیں گے، پھر علماء کو الگ کر دیں گے، پھر فرمائیں گے، اے گروہ علماء! میں نے تمہارے اندر اپنا علم اس لیے نہیں رکھا تھا کہ میں تمہیں عذاب دوں، تم جاؤ میں نے تمہیں معاف کر دیا ہے۔

علم اللہ تعالیٰ کی صفت ہے، اللہ تعالیٰ نے علماء کرام کو علم کی دولت سے سرفراز فرمایا ہے، علم قرآن و سنت کو جاننے کا نام ہے، قرآن و سنت کے مطابق جو لوگ عمل کریں گے یہی لوگ اللہ کے محبوب اور پیارے ہیں۔

حضرت امام شافعیؒ کہتے ہیں کہ میں نے اپنے استاذ حضرت امام وکیعؒ سے شکایت کی کہ میرا حافظہ کمزور ہے، مجھے کوئی نصیحت فرمایئے، تو حضرت امام وکیعؒ نے مجھے گناہ چھوڑنے کی نصیحت فرمائی اور ساتھ ہی یہ فرمایا کہ علم اللہ کا نور ہے اور اللہ اپنا نور کسی گناہ گار کو نہیں دیتا۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کا خاتمہ بالخیر فرمائے، ایمان والی زندگی اور ایمان والی موت نصیب فرمائے، قبر کے عذاب اور محشر کی رسوائی سے ہماری حفاظت فرمائے، علماء کرام کا

کس قدر اعزاز اور پروٹوکول ہوگا، اور اللہ تعالیٰ ہمیں اس نسبت کی قدر کرنے کی توفیق دے۔

حضرت ثعلبہ بن الحکمؓ فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا

يَقُولُ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ لِلْعُلَمَاءِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ إِذَا قَعَدَ عَلَى كُرْسِيِّهِ لِفَصْلِ عِبَادِهِ: إِنِّي لَمْ أَجْعَل عِلْمِي وَحِلْمِي فِيكُمْ إِلاَّ وَأَنَا أُرِيدُ أَنْ أَغْفِرَ لَكُمْ عَلَى مَا كَانَ فِيكُمْ وَلاَ أُبَالِي

بروز محشر اللہ تعالیٰ جب اپنی کرسی پر جلوہ افروز ہوں گے تو اس وقت علماء کرام اور باقی اپنے بندوں میں فرق ظاہر فرمانے کے لیے علماء کرام سے ارشاد فرمائیں گے کہ میں نے اپنا علم اور اپنا حلم تمہارے اندر اس لیے رکھا تھا کہ میں چاہتا تھا کہ تم میں جو کمی کوتاہی ہوگی اسے معاف کروں گا اور مجھے کوئی پرواہ نہیں ہے۔ (مجمع الزوائد و منبع الفوائد)

علماء کرام کی قدر و منزلت

حضرت عبادہ بن صامتؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا

لَيْسَ مِنْ أُمَّتِي مَنْ لَمْ يُجِلَّ كَبِيرَنَا، وَيَرحَمْ صَغِيرَنَا، وَيَعْرِفْ لِعَالِمِنَا

وہ شخص میری امت میں سے نہیں ہے جو ہمارے بڑوں کی عزت نہیں کرتا، جو ہمارے چھوٹوں پر شفقت نہیں کرتا اور ہمارے علماء کرام کی قدر نہیں پہچانتا۔ (مسند احمد)

حضرت ابو امامہؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا

ثَلاَثَةٌ لاَيَسْتَخِفُّ بِهِمْ إِلاَّ مُنَافِقٌ: ذُو الشَّيْبَةِ فِي الإِسْلاَمِ، وَذُو الْعِلْمِ، وَإِمَامٌ مُقْسِطٌ

تین لوگ ایسے ہیں جن کو منافق ہی ہلکا سمجھتا ہے، ان میں ایک وہ شخص ہے جو اسلام میں بوڑھا ہوا، دوسرا علم والا (عالم) اور تیسرا عدل والا حکمران۔ (طبرانی، مجمع الزوائد)

یہ حکم صرف عام لوگوں کے لیے نہیں ہے بلکہ ان کے لیے بھی ہے جو اپنے کو عالم کہلواتے ہیں، مروجہ طریقہ میں جو لوگ درس نظامی کے فاضل ہوں، کسی دینی مدرسہ سے

سند فراغت حاصل کیے ہوئے ہوں انہیں عالم کہا جاتا ہے، یہ لوگ اگر باقاعدہ فارغ التحصیل ہیں تو ان کی ذمہ داریاں دوسرے لوگوں کی نسبت زیادہ بڑھ جاتی ہیں، یہ لوگ اپنے طبقہ کی عزت کریں، ان کا ادب کریں، ان کا اکرام واحترام بجالائیں، اس لیے کہ عامۃ الناس تو علماء کرام کی قدر و منزلت نہیں پہچانتے، جب کہ علماء کرام قرآن کریم اور حدیث شریف کا علم رکھنے کی وجہ سے جانتے ہیں کہ عالم دین کی اللہ اور رسول اللہ کے ہاں کیا اہمیت اور کیا قدر و منزلت ہے۔

طبقہ علماء مدرسین

علماء کرام میں ایک طبقہ ان لوگوں کا ہے جو اللہ کے بندوں کو قرآن وسنت کی تعلیم دیتے ہیں، انہیں ابتدائی قاعدے سے لے کر قرآن کریم کی تفسیر تک، احادیث کے متون تک سکھاتے اور سمجھاتے ہیں، انہیں مدرسین کہا جاتا ہے، یہ وہ لوگ ہیں جو مدرسہ کی چاردیواری کے اندر اپنی زندگیاں کھپادیتے ہیں، اسی چاردیواری کے اندر ان کی کل کائنات سمٹی ہوئی ہوتی ہے، وہ دن رات ایک کرتے ہیں اور اہل علم کی پنیری تیار کرتے ہیں، گویا کہ مدرسہ وہ منبع اور سرچشمہ ہے جہاں سے علم والے لوگ تیار ہوتے ہیں، علم کی پنیری تیار کرنے والے مدرسین، اساتذہ کرام کے بارے میں حضرت ابو امامہ الباہلی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا

مَنْ علَّمَ عَبْداً آيَةً مِنْ كِتَابِ الله، فَهُوَ مَوْلاَهُ لاَ يَنْبَغِي أَن يَخْذُلَهُ، وَلاَ يَسْتَأثِرَ عَلَيْهِ(طبرانی فی الکبیر، مجمع الزوائد ومنبع الفوائد)

جس نے کسی بندے کو اللہ کی کتاب میں سے ایک آیت سکھادی، وہ اس کا آقا ہے، اس بندے کے لیے مناسب نہیں ہے کہ وہ اپنے مولیٰ کو رسوا کرے اور نہ ہی اس کے لیے یہ مناسب ہے کہ وہ اپنے مولیٰ پر کسی دوسرے کو ترجیح دے۔

جس نے ایک آیت سکھائی اس کا یہ معاملہ ہے تو جس نے پورا قرآن کریم یاد کرادیا، جس نے پورے قرآن کریم کی تفسیر پڑھادی، جس نے ہزاروں صفحات پر مشتمل

دین کی کتابیں پڑھا دیں ان کے مرتبے اور مقام کا کیا کہنا، اللہ کے ہاں ان کا بہت بڑا مقام اور مرتبہ ہے، جن کا فیضان دنیا میں عام ہو رہا ہے۔

حضرت ابو درداءؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا

إِنَّمَا الْعِلْمُ بِالتَّعَلُّمِ، وَإِنَّمَا الْحِلْمُ بِالتَّحَلُّمِ. مَنْ يَتَحَرَّ الْخَيْرَ، يُعْطَهُ، وَمَنْ يَتَّقِ الشَّرَّ يُوقَهُ(طبرانی فی الاوسط، مجمع الزوائد ومنبع الفوائد)

بے شک علم تو سیکھنے سے آتا ہے، اور بے شک حلم وبردباری تو برداشت کرنے سے آتی ہے، جو شخص خیر وبھلائی تلاش کرے گا اسے دی جائے گی، جو شر وبرائی سے بچے گا اسے اس سے بچایا جائے گا۔

مجالس العلماء

حضرت ابو امامہؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ حضرت لقمان حکیم نے اپنے بیٹے کو نصیحت کے دوران ارشاد فرمایا تھا کہ

يَا بُنَيَّ عَلَيْكَ بِمُجَالَسَةِ الْعُلَمَاءِ، وَاسْمَعْ كَلَامَ الْحُكَمَاءِ، فَإِنَّ اللهَ يُحْيِي الْقَلْبَ الْمَيْتَ بِنُورِ الْحِكْمَةِ، كَمَا يُحْيِي الْأَرْضَ الْمَيْتَةَ بِوَابِلِ الْمَطَرِ

اے میرے پیارے بیٹے! تجھ پر علماء کرام کی مجلسوں میں بیٹھنا ضروری ہے، حکیموں کی باتیں سنا کرو، پس بے شک اللہ مردہ دل کو حکمت کے نور سے زندہ کر دیتا ہے، جیسے مردہ زمین کو بارش کی پھوار سے زندہ کر دیتا ہے۔(طبرانی فی الکبیر، مجمع الزوائد)

حضرت ابو جحیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا

جَالِسُوا الْكُبَرَاءَ، وَسَائِلُوا الْعُلَمَاءَ، وَخَالِطُوا الْحُكَمَاءَ(طبرانی فی الکبیر)

بڑوں کے پاس بیٹھا کرو، علماء سے پوچھا کرو اور حکیموں کے ساتھ گھل مل جایا کرو۔

یعنی ایسے شیوخ کے پاس بیٹھو جن کے پاس زندگی کے تجربات ہوں، ان کی زندگی کی گرمجوشیاں ختم ہو چکی ہوں، تاکہ تم لوگ ان کے آداب سے ادب سیکھو، اور ان کے عمدہ اخلاق سے اپنے کو مزین کرو، یا اس حدیث شریف کا یہ مطلب ہے کہ جن لوگوں کو

دین میں رتبہ ومقام حاصل ہے ان کے تجربات سے فائدہ اٹھاؤ، اگرچہ وہ عمر میں چھوٹے ہی کیوں نہ ہوں، اور علماء کرام سے دینی معاملات میں کھوج کرید کرو، جو دین کا علم رکھتے اور اس پر عمل کرنے والے ہیں۔

بعض حضرات تو یہ فرماتے ہیں کہ اس سے مراد نیک لوگوں کی صحبت ہے، ان لوگوں کی صحبت یقیناً دلوں کے لیے نسخہ اکسیر ہے، لیکن یہ ضروری نہیں کہ فی الحال اس کے اثرات ظاہر ہوں، ان کی صحبت کے اثرات وقت کے ساتھ ساتھ ظاہر ہوں گے۔

عارف باللہ ابن عربی فرماتے ہیں کہ جن مشائخ کی مجالس اختیار کرنے کا حکم دیا گیا ہے وہ لوگ ہیں جو کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ کو جاننے والے ہیں، جس کے اثرات ان کے ظاہر پر دکھائی دیتے ہیں اور اس کے اثرات ان کے درون میں بھی ہیں، وہ اللہ کی حدود کا خیال رکھتے ہیں، وہ اپنے عہد وپیمان کو پورا کرتے ہیں، وہ شریعت اسلامیہ کے مراسم کو قائم رکھتے ہیں، جب ان کی زیارت کی جائے تو انہیں دیکھ کر اللہ یاد آئے۔

ایک شخص نے ایک عارف باللہ سے پوچھا کہ کیا وجہ ہے کہ لوبیا کو جب پیسا جاتا ہے تو اس کا کیڑا صحیح وسلامت نکلتا ہے اور جب گندم کو پیسا جاتا ہے تو اس کا گھن بھی اس کے ساتھ پس جاتا ہے؟ تو عارف باللہ نے جواب دیا کہ اس کی وجہ یہ ہے کہ لوبیا کا کیڑا بڑوں کی صحبت میں رہنے کی وجہ سے محفوظ رہا، اور گھن چھوٹوں کی صحبت میں رہا اور ان کے ساتھ ہی پیسا گیا، وہ اس کو نہیں بچا سکے۔

عارف باللہ مرصفی نے فرمایا کہ جب ایک شخص بڑے اولیاء اللہ کا ہمنشین رہتا ہے تو وہ آفات وبلاؤں سے محفوظ رہتا ہے تو جو شخص ارض وسماء کے مالک کا ہمنشین ہو جائے وہ کیونکر نہ محفوظ رہے گا۔

علماء کرام سے وہ مسائل پوچھے جائیں جو لوگوں کو پیش آتے ہیں، چونکہ یہ لوگ اپنے زمانے کے بڑے لوگ ہوتے ہیں، ان کی مجالست اختیار کرنے کے لیے ضروری ہے

کہ بڑی عزت اور توقیر کے ساتھ ان سے پوچھا جائے، احترام کو ملحوظ خاطر رکھا جائے، ان کی عظمت کو سامنے رکھتے ہوئے سوال کیا جائے۔

مجالس علم یا جنت کے باغات

حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ

إِذَا مَرَرْتُمْ بِرِيَاضِ الْجَنَّةِ، فارْتَعُوا قَالُوا: يَا رَسُولَ اللهِ، مَا رِيَاضُ الْجَنَّةِ؟ قَالَ: مَجَالِسُ الْعِلْمَ(طبرانی فی الکبیر، مجمع الزوائد ومنبع الفوائد)

جب تم جنت کے باغات میں سے گزرو تو وہاں چر لیا کرو، صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم نے عرض کی، یارسول اللہ! یہ جنت کے باغات کیا ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا علم کی مجالس ہیں، مراد اہل علم کی مجالس ہیں۔

علماء کے لیے دعائے مصطفے ﷺ

نبی کریم ﷺ نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ عالیہ میں علماء کرام کے لیے دعا فرمائی ہے،

حضرت ابن عباس فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے دعا فرمائی

اللَّهُمَّ ارْحَمْ خُلَفَائِي،قُلْنَا: يَا رَسُولَ اللهِ، وَمَنْ خُلَفَاؤُكَ؟ قَالَ: الَّذِينَ يَأْتُونَ مِنْ بَعْدِي، يَرْوُون أَحَادِيثِي وَيُعَلِّمُونَهَا النَّاسَ(طبرانی فی الاوسط)

اے میرے اللہ! میرے خلفاء پر رحم فرما، ہم نے عرض کیا کہ یارسول اللہ! آپ کے خلفاء کون ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا میرے خلفاء وہ لوگ ہیں جو میرے بعد آئیں گے، وہ میری حدیثیں نقل کریں گے اور پھر وہ حدیثیں لوگوں کو سنائیں گے۔

جو شخص اس کام کے لیے اٹھ کھڑا ہو گا وہی خلیفہ ہو گا، جس طرح حضرات انبیاء کرام کے لیے یہ بات شایان شان نہیں ہے کہ وہ اپنے دشمنوں کو ڈھیلا چھوڑ دیں کہ انہیں نصیحت نہ کریں، اسی طرح طالب الحدیث اور ناقل الحدیث کے لیے یہ بات ٹھیک نہیں ہے کہ وہ اپنے دوستوں کو تو عطا کرے اور دشمنوں کو محروم رکھے۔

سنت کے عالم کے لیے سب سے بڑا اہم وفکر یہ ہونا چاہیے کہ وہ نبی کریم ﷺ کی حدیث کی اشاعت وتشہیر کرے، اس لیے کہ حضرت نبی کریم ﷺ نے اپنی بات کی

تبلیغ کا حکم دیا ہے، جیسے ارشاد فرمایا کہ میری طرف سے تمہیں اگر ایک آیت ہی پہنچتی ہے تو اسے لوگوں تک پہنچاؤ (بخاری)

مظہری فرماتے ہیں کہ اس سے مراد یہ ہے کہ میری احادیث لوگوں تک پہنچاؤ اگرچہ تھوڑی ہی کیوں نہ ہوں۔

علامہ بیضاوی فرماتے ہیں کہ یہاں آپ ﷺ نے ولو آیۃ فرمایا ہے، آپ ﷺ نے ولو حدیثا نہیں فرمایا، اس لیے کہ حدیث شریف کی تبلیغ کا حکم اس سے بدرجہ اولیٰ سمجھا جاتا ہے، کیونکہ قرآنی آیات وسیع الانتشار ہیں اور اس کے حاملین کی کثرت ہے، اللہ نے اس کی حفاظت وصیانت کی ذمہ داری لے رکھی ہے کہ یہ ضائع بھی نہیں ہوگا اور اس میں تحریف وتبدل بھی نہیں کیا جاسکے گا۔

حضرت امام مالک فرماتے ہیں کہ مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ حضرات علماء کرام سے قیامت کے دن علم لوگوں تک پہنچانے کے بارے میں سوال کیا جائے گا، جیسے حضرات انبیاء کرام سے سوال کیا جائے گا۔

حضرت سفیان ثوری فرماتے ہیں کہ میں علم حدیث سے افضل علم کے بارے میں نہیں جانتا اس شخص کے لیے جو اس کے ذریعے اللہ کی رضا کا متلاشی ہے، لوگوں کو اس علم کی ضرورت ہے، وہ اس علم کے اس طرح محتاج ہیں جس طرح وہ اپنے کھانے پینے کے محتاج ہیں، علم حدیث نماز اور روزے کے ساتھ نفل سے زیادہ افضل ہے اس لیے کہ یہ فرض کفایہ ہے۔

علماء انبیاء کے خلفاء

یہ روایت تو زبان زد خاص وعام ہے کہ حضرات علماء کرام انبیاء کرام کے وارث ہیں، انبیاء اپنے پیچھے مال وزر، ہیرے وجواہرات نہیں چھوڑتے بلکہ ان کی میراث دین اور علم ہوتا ہے، مگر اس سے بڑھ کر بھی آپ ﷺ نے علماء کرام کی عظمت کو، ان کے

مرتبے اور مقام کو اور ان کی شان کو چار چاند لگائے ہیں، جہاں آپ ﷺ نے علماء کرام کو انبیاء کرام کا جانشین اور خلیفہ قرار دیا ہے۔

حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا

الْعُلَمَاءُ خُلَفَاءُ الأَنْبِيَاءِ (بزار)

علماء انبیاء کے جانشین ہیں۔

علامہ ابوالحسن نورالدین علی بن ابی بکر بن سلیمان الہیثمیؒ نے اس روایت کو اپنی کتاب مجمع الزوائد ومنبع الفوائد میں نقل فرمایا ہے، ساتھ ہی یہ لکھا ہے کہ اس کے تمام راوی ثقہ ہیں۔ سنن کی مشہور روایت میں علماء کرام کو انبیاء کرام کے وارث قرار دیا گیا ہے۔

علماء کرام قابل رشک

آج ہم اپنے یمین ویسار دیکھتے ہیں کہ دولت کی ریل پیل ہے، مادی اسباب ووسائل کی بہتات ہے، ذرائع نقل وحمل کی کثرت ہے، ان چیزوں کو لوگوں نے اپنی زندگی کا حاصل ومقصود سمجھ رکھا ہے، انہی چیزوں کی بدولت ایک دوسرے سے بازی لے جانے کی کاوشیں بروئے کار لائی جاتی ہیں، انہی چیزوں کے باعث قتل وقتال کی گرم بازاری ہے، انہی چیزوں کی وجہ سے لوگ ایک دوسرے پر حسد کرتے ہیں، ان چیزوں کی وجہ سے دنیا میں لوگ ایک دوسرے کی عزت کرتے ہیں، کہیں توہین کرتے ہیں، کہیں لڑائی جھگڑا کرتے ہیں، انہی چیزوں کی وجہ سے گھروں میں، دکانوں میں، کارخانوں میں چوری اور ڈکیتی کی وارداتیں ہوتی ہیں، مگر ان چیزوں پر کہیں بھی آخرت میں رشک بھری نگاہوں سے نہیں دیکھا جائے گا، مال ودولت والے لوگوں سے غریب اور دنیا میں مالی فقدان کا شکار لوگ کئی سال پہلے جنت میں جائیں گے، مگر ایک طبقہ ایسا ہے جن کو طبقہ علماء کہا جاتا ہے، ان کو آخرت میں رشک بھری نگاہوں سے دیکھا جائے گا۔

حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا

إِنِّي لَأَعْرِفُ نَاساً مَا هُمْ أَنْبِيَاءُ وَلاَ شُهَدَاءُ، يَغْبِطُهُمُ الأَنْبِيَاءُ وَالشُّهَدَاءُ بِمَنْزِلَتِهِمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، الَّذِين [يُحِبُّونَ اللهَ وَيُحَبِّبُونَهُ إِلَى خَلْقِهِ، يَأْمُرُونَهُمْ بِطَاعَةِ اللهِ، فَإِذَا أَطَاعُوا اللهَ] أَحَبَّهُمُ اللهُ (کنزالعمال)

میں کچھ ایسے لوگوں کو جانتا ہوں جن کے مرتبے اور مقام کی وجہ سے ان پر قیامت کے دن انبیاء کرام اور شہداء رشک کریں گے، یہ وہ لوگ ہوں گے جو اللہ سے محبت رکھتے ہیں اور اللہ تعالیٰ ان کی محبت لوگوں کے دلوں میں ڈال دیتے ہیں، وہ لوگوں کو اللہ کی اطاعت کا حکم دیتے ہیں، جب وہ اللہ کی اطاعت کر لیتے ہیں تو اللہ ان کو اپنا محبوب بنالیتا ہے۔

اس روایت میں سعید بن العطار نامی ایک راوی ہیں جن کے بارے میں محدثین کرام نے سخت الفاظ استعمال فرمائے ہیں، کذاب، منکر اور حدیثیں وضع کرنے والا تک کے الفاظ استعمال فرمائے ہیں، سب باتیں اپنی جگہ درست ہیں مگر کیا علماء کرام کے حق میں دوسرے فضائل کم ہیں، قرآنی ارشادات کم ہیں، کیا میرے پیارے آقا مدنی کریم ﷺ کے ارشادات کم ہیں، اگر اس روایت کے راوی پر محدثین کرام کو کلام ہے تو دوسرے فضائل کو مد نظر رکھتے ہوئے اس کو بھی کسی درجے میں قبول کیا جائے۔

علم مال سے بہتر

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کمیل سے فرمایا

يَا كُمَيلُ اَلعِلمُ خَيرٌ مِّنَ المَال اَلعِلمُ يَحرسُكَ وَأَنتَ تَحرسُ المَالَ وَالعِلمُ حَاكِمٌ وَالمَالُ مَحكُومٌ عَلَيهِ وَالمَالُ تَنقُصهُ النفقَةُ وَالعِلمُ يَزكُو بالإنفَاق

اے کمیل! علم مال سے بہتر ہے، علم تیری حفاظت کرتا ہے جب کہ مال کی حفاظت تجھے کرنا پڑتی ہے، علم حاکم ہے اور مال محکوم علیہ ہے، مال خرچ کرنے سے کم ہوتا ہے جب کہ علم خرچ کرنے سے بڑھتا ہے۔ (کنز العمال)

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے اپنے منظوم کلام میں علماء کرام کی بڑی شان ومنقبت بیان فرمائی ہے، ان کے نزدیک فخر واعزاز اہل علم کے لیے ہے، ان کے ہاں کامیابی علم کے ذریعے ہی حاصل کی جاسکتی ہے، علم کے ذریعے ہی زندوں میں ہمیشہ نام زندہ رہے گا، وہ تو علم سے بے بہرے اور کورے لوگوں کو زندہ سمجھنے کے لیے آمادہ دکھائی نہیں دیتے، بلکہ انہیں صاف صاف آپ رضی اللہ عنہ نے مردہ قرار دیا ہے، آپ رضی اللہ عنہ نے اہل علم کو زندوں میں شمار کیا ہے، ارشاد فرماتے ہیں

مَا الفَخرُ إلَّا لأَهلِ العِلمِ إنَّهُم ... عَلَى الهُدَى لِمَنِ استَهدَى أَدلَاء
وَقَدرُ كُلِ امرِىءٍ مَّا كَانَ يُحسِنُه ... وَالجَاهِلُونَ لأَهلِ العِلمِ أَعدَاء
فَفُز بِعِلمٍ تَعِش حَياً بِهِ أَبَداً ... اَلنَّاسُ مَوتٰى وَأَهلُ العِلمِ أَحيَاء

فخر اہل علم کے لیے ہے، کیونکہ وہ ہدایت پر ہیں، جو ہدایت کا طلب گار ہوتا ہے اس کی طرف ہدایت اترتی ہے، ہر شخص کا مرتبہ اس کی اچھائی کے بقدر ہے، جاہل لوگ علم والوں کے دشمن ہوتے ہیں، تو علم کے ذریعے کامیابی حاصل کر، اس کی وجہ سے تو ہمیشہ زندوں میں رہے گا، لوگ تو مردے ہیں، اور علم والے زندہ ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے جن لوگوں کو عقل ودانش کی نعمت سے نوازا ہے وہ ہمیشہ ساری چیزوں پر علم کو ترجیح دیتے رہے، جیسے حضرت سلیمان علیہ السلام کے بارے میں ابن عباسؓ کے فرمان میں موجود ہے کہ انہیں علم، مال اور بادشاہی میں سے کسی ایک کو پسند کرنے کا فرمایا گیا، مگر انہوں نے مال کو پسند کیا اور نہ ہی بادشاہی کو پسند کیا، انہوں نے صرف علم کو ترجیح دی، تو اللہ تعالیٰ نے علم بھی عطا فرمایا اور اس کے ساتھ بادشاہی بھی عطا کردی۔

حضرت عبد اللہ بن مبارکؒ سے پوچھا گیا کہ لوگ کون ہیں؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ لوگ تو علماء ہیں، پھر ان سے پوچھا گیا کہ بادشاہ کون ہیں؟ انہوں نے فرمایا کہ زاہدین لوگ بادشاہ ہیں، ان سے پوچھا گیا کہ لوفر اور پیچ کون لوگ ہیں؟ تو آپ نے فرمایا کہ وہ ہیں جو دین کو دنیا حاصل کرنے کا ذریعہ بناتے ہیں۔

پھر فضائل میں یہ بتایا گیا ہے کہ غیر عالم انسانوں میں شمار نہیں ہے، کیونکہ انسان کو جو خاصیت اور خوبی دوسرے جانوروں سے ممتاز کرتی ہے وہ علم ہے، اس لیے انسان وہی ہے جو علم کی بدولت شرف وفضیلت پاتا ہے، کیونکہ اعزاز شخصی قوت کے بل بوتے پر حاصل نہیں کیا جا سکتا، اس لیے کہ اونٹ انسان سے زیادہ قوت والا ہے مگر اپنے بڑے قدو کاٹھ کی وجہ سے نہیں، کیونکہ ہاتھی قدو کاٹھ میں اس سے بہت بڑا ہے، اپنی بہادری وشجاعت کی وجہ سے بھی نہیں، کیونکہ درندہ اس سے زیادہ بہادر ہے اپنے کھانے پینے کی وجہ سے نہیں، کیونکہ بیل کا پیٹ کھانے کے لحاظ سے اس سے بڑا ہے، جماع کی وجہ سے بھی نہیں کیونکہ اس کام میں تو عصفور (چڑیا کا مذکر) اس سے زیادہ قوت رکھتا ہے، اس لیے یہ بات تو طے ہے کہ انسان کی تخلیق علم کے لیے ہے، جس کے باعث اسے باقی حیوانات سے ممتاز حیثیت حاصل ہے۔

یہ بات سچ ہے، حقیقت ہے کہ دل کی غذا علم وحکمت ہے، انہی دونوں چیزوں کے ساتھ اس کی زندگی ہے، جیسے جسم کی غذا کھانا ہے، علم کے فقدان سے دل مریض ہو جاتا ہے، اور مردہ ہو جاتا ہے، لیکن اسے پتا نہیں چلتا کیونکہ دنیا کی محبت اس کے دل میں رچ بس چکی ہوتی ہے، دنیا کی محبت اسے مشغول رکھتی ہے، جس کے باعث اس کے احساسات ختم ہو جاتے ہیں، جیسے خوف کے باعث انسان کو زخم کا درد والم بھول جاتا ہے، اگرچہ اسے کتنی تکلیف اور درد ہو۔

علماء شبانہ روز اپنے علم کے حصول اور علم کے اضافے میں مصروف رہتے ہیں، اللہ تعالیٰ کی مقدس کتاب میں بھی جب یہ ترغیب موجود ہے کہ اللہ کے نبی اپنے علم میں اضافے کی دعا کرتے تھے، اپنے شرح صدر کی دعا کرتے رہے۔

حضرت حسن بصریؒ تو یہاں تک فرماتے ہیں کہ جب بروز محشر علماء کے قلموں کی سیاہی کو شہداء کے خون کے ساتھ تولا جائے گا تو علماء کے قلموں کی سیاہی کا پلڑا جھک جائے گا، ان قلموں نے اللہ کی مقدس کتاب قرآن کریم کی تفسیریں لکھیں، ان قلموں نے آقا

مدنی کریم ﷺ کے ارشادات کو تحریر کیا، ان کی شروحات کیں، آج دنیا بھر میں علماء کرام اپنے قلموں کو وقف کیے ہوئے ہیں، صبح وشام وہ لکھنے میں مصروف اور مشغول ہیں، ان قلموں کی نوک سے اللہ کی عظمت لکھی جاتی ہے، میرے مدنی کریم ﷺ کے فرمودات عالیہ کی روشنی میں امت کی راہبری کی جاتی ہے۔

اس بات کی گواہی کسی عدالت کے کٹہرے میں دینے کی ضرورت نہیں ہے، اس بات کی گواہی کسی حکمران کے ایوان میں دینے کی ضرورت نہیں ہے، پاکستان کے اردو بازاروں میں ایک سرے سے دوسرے سرے تک بڑے بڑے کتب خانے اور ان کے ریکوں میں رکھی ہوئی قرآن کریم کی تفسیریں، احادیث نبویہ کی شروحات گواہی دے رہی ہیں، اب تو دنیا ایک گاؤں کی مانند بن گئی ہے، دنیا کے ایک سرے سے دوسرے سرے تک انٹرنیٹ نے فاصلے کم کر دیے ہیں، اس انٹرنیٹ کی دنیا پر جاکر تحقیق کی جائے کہ دنیا بھر کے علماء کرام نے چاہے وہ عرب ہوں، چاہے وہ اہل فارس ہوں، چاہے وہ انگریز ملکوں کے رہنے والے ہوں سب علماء کرام نے اپنی زندگیاں اللہ کے قرآن اور نبی کریم ﷺ کے ارشادات کے لیے وقف کی ہوئی ہیں، روکھی سوکھی کھا کر وہ انہی قلموں کے ذریعے، اپنی بولتی زبانوں کے ذریعے اللہ کے دین کی ترویج میں لگے ہوئے ہیں۔

مکتبہ شاملہ کا قابل رشک کام

دل ودماغ میں خوشی کی ایک لہر دوڑ جاتی ہے جب عرب علماء کی اس خوبصورت کاوش کو دیکھتا ہوں کہ انہوں نے المکتبۃ الشاملہ جیسی عظیم الشان ڈی جی ٹل لائبریری تیار کرکے دنیا بھر کے علماء کرام کے گھروں میں پہنچا دی ہے، جس نے علماء امت کو مطبوعہ کتابوں سے بہت حد تک مستغنی اور بے نیاز کر دیا ہے، اللہ عربوں کو جزائے خیر عطا فرمائے، اللہ ان کی زندگیوں میں برکتیں عطا فرمائے، اللہ ان کے کام کو اور آسان بنائے، جنہوں نے علماء کرام کے لیے یہ سہولت پیدا کی ہے۔

المکتبۃ الشاملہ کو مرتب کرنے والوں نے تفسیریں الگ، حدیثیں الگ، شروحات الگ، تاریخ الگ، سیرت النبی الگ، فقہ الگ، فقہ میں بھی فقہ حنفی الگ، فقہ شافعی الگ، فقہ مالکی الگ، فقہ حنبلی الگ، علامہ ابن تیمیہ کی کتابیں الگ، علامہ ابن جوزی کی کتابیں الگ، ابن ابی الدنیا کی کتابیں الگ، علامہ ہیثمی کی کتابیں الگ، عقائد کی کتابیں الگ الگ خانوں میں رکھ کر امت کے علماء کرام پر بہت بڑا احسان کیا ہے، اللہ تعالیٰ اس کے صلے میں انہیں اپنی شایان شان عطا فرمائے۔

پھر اس کے ساتھ انہوں نے امت مسلمہ پر ایک بہت بڑا احسان یہ کیا ہے کہ اس مکتبہ میں تخریج کی سہولت بھی مہیا کی ہے، کسی آیت کو کہیں سے تلاش کرنا ہے تو حفاظ کو علم ہوتا ہے کہ یہ آیت کس پارے اور کس سورت میں ہے، مگر وہ لوگ بھی آیت تلاش کرلیتے ہیں جو حافظ قرآن نہیں ہیں، بہت سے ایسے مقولے جو لوگوں کی زبان پر موجود ہیں اور انہیں علم نہیں کہ یہ آیت ہے، یہ حدیث ہے یا عربی زبان میں کسی بزرگ کا مقولہ ہے وہ فوری طور پر المکتبہ الشاملہ کی دوربین سے اس کی چھان بین کرلیتا ہے، اسی طرح ایک حدیث کو ذخیرہ احادیث میں تلاش کرنا آسان بنادیا گیا ہے، اسی طرح تخریج کی کتب، کتب اسماء الرجال کو بہت ہی خوبصورتی سے مکتبہ شاملہ میں سجا دیا گیا ہے، باذوق لوگ بہت ہی آسانی سے منزل مقصود تک رسائی حاصل کرکے اطمینان قلبی حاصل کرتے ہیں۔

ایک پاکستانی حافظ کا قابل رشک کارنامہ

اسی طرح یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ ہمارے ایک دوست جناب حافظ عبدالعلیم صاحب نے قرآن وحدیث پر مشتمل ایک ایسا سرچ انجن تیار کروایا ہے جس میں اردو زبان میں لکھی جانے والی تمام تفاسیر، احادیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر مشتمل وہ ذخیرہ کتب جن کا اردو زبان میں ترجمہ ہوچکا ہے موجود ہے، جس کی موجودگی میں انسان کو اطمینان قلبی حاصل ہوتا ہے کہ اس کے پاس ایک چلتی پھرتی لائبریری موجود ہے، اس کام کو

کرنے کے لیے عبد العلیم صاحب کے دفتر (واقع لاہور) میں علماء کرام کی ایک جماعت موجود رہتی ہے جو اس لائبریری پر کئی سالوں سے کام کر رہی ہے۔

جناب حافظ عبد العلیم صاحب اس سرچ انجن کے تعارف میں لکھتے ہیں کہ

الحمد للہ رب العلمین، اللہ تبارک و تعالیٰ نے قرآن مجید کے تراجم و تفاسیر بمعہ احادیث کی اہم ترین کتب کو کمپیوٹر پر سرچ کی سہولت کے ساتھ لانے کی سعادت فرمائی۔ اللہ تعالیٰ کا جتنا شکر کریں کم ہے اور اللہ تعالیٰ نے جتنی آسانی فرمائی اس کی خاص کرم نوازی اور احسان ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے اسے محض اپنے فضل و کرم سے قبول فرما کر موجب برکت و رحمت اور مغفرت کا ذریعہ بنائیں۔ آمین

ادارہ AQFS (القرآن فیکٹس اینڈ سٹیٹسٹکس) کی طرف سے بخاری شریف کی پہلی کاوش (۲۶ اپریل ۲۰۰۷) اور مسلم شریف کی دوسری کاوش کے بعد اسی سلسلے کی یہ مزید کڑیاں ہیں۔ موجودہ صورت میں، قرآن مجید کے تقریباً ڈیڑھ سو سے زائد تراجم و تفاسیر معہ لفظی تراجم، قرآن گرائمر و دنیا کے مشہور قراء کی تلاوت شامل ہیں۔ اسکے علاوہ مصباح القرآن جس میں رنگین قرآن مجید، رنگین اردو عبارتی ترجمہ، رنگین لفظی ترجمہ اور قرآن شریف کے الفاظ جو اردو میں بھی کسی طرح مستعمل ہیں تفصیل دی گئی ہے جس سے قرآن مجید سمجھنے میں آسانی ہوتی ہے۔

اسکے علاوہ ۲۷۰۰ سے زائد موضوعات قرآنی مکمل قرآنی آیت کے ریفرینس کے ساتھ شامل ہیں۔ ان کثیر تراجم و تفاسیر کو تین حصوں تفاسیر اولیٰ (انیسوی صدی سے قبل)، تفاسیر وسطیٰ (انیسوی صدی کے دوران) اور تفاسیر موجودہ (موجودہ صدی) میں تقسیم کیا گیا ہے جو ان ادوار میں تصنیف کی گئی تھیں۔

اسکے علاوہ تفاسیر اہل تشیع بھی شامل کی گئی ہیں جو موڈ ریسرچ Mode Research سلیکٹ کر کے دیکھی جا سکتی ہیں۔

احادیث کی سب سے مستند چودہ کتب (مع مکمل صحاح ستہ) و (مکمل کتب تسعہ) شامل ہیں۔ اسمیں تمام احادیث کا عربی متن بمعہ اعراب و بغیر اعراب شامل ہے۔ ان

تمام احادیث کتب کا انگلش ترجمہ بھی شامل ہے۔ بخاری شریف، سنن ابو داؤد، سنن ابن ماجہ، سنن نسائی رنگین بھی شامل ہیں۔ ٨٦٠٠ سے زائد موضوعات حدیث مکمل احادیث کے ریفرینس کے ساتھ شامل ہیں۔

احادیث کے تمام راویوں اور انکی روایت کردہ تمام احادیث شامل ہیں جو ایک کلک کے ساتھ دیکھی جاسکتی ہیں۔ مکررات احادیث (وہ احادیث جو ایک سے زائد ہیں چاہے کسی بھی کتب میں ہوں) کی تفصیل ہر حدیث کے ساتھ شامل ہے۔ ہر حدیث کا موضوع / موضوعات دیے گیے ہیں اور ہر موضوع سے متعلق تمام احادیث ایک کلک کے ساتھ دیکھی جاسکتی ہیں۔ تشریح احادیث کی کتاب مشکوہ شریف بھی شامل ہے۔

جناب حافظ عبدالعلیم صاحب کی محنت شاقہ سے علماء کرام کی ایک بہت بڑی تعداد نے یہ فن سیکھا ہے، انہوں نے جامعہ اشرفیہ لاہور میں علماء کی ایک کھیپ تیار کی جو باقاعدگی کے ساتھ اس فن کے ساتھ وابستہ ہوگئی، پھر انہوں نے اہل علم پر ایک بڑا احسان یہ کیا ہے کہ اپنے مال حلال میں سے سی ڈیز تیار کر کے نہ صرف پاکستان بلکہ دنیا بھر کے اہل ذوق کی نذر کیں۔

حافظ عبدالعلیم صاحب کا یہ کارنامہ بھی ناقابل فراموش ہے کہ شروع شروع میں جب مدارس کو کمپیوٹر کے ساتھ کوئی لگاؤ نہیں تھا اس وقت انہوں نے لاہور کے بے شمار مدارس سمیت بیرون لاہور کے مدارس کو بھی اپنی فرم سے کمپیوٹر بلا معاوضہ فراہم کیے، یہ ان کی علم دوستی اور قرآن وحدیث سے والہانہ لگاؤ کا عکاس وغماز ہے۔

عرض کرنے کا مطلب یہ ہے کہ کسی ملک کے علماء کرام ہوں، چاہے عرب ہوں، چاہے اہل عجم ہوں، چاہے اہل فارس ہوں، چاہے کسی ملک سے ان کا تعلق ہو وہ اپنے ہاتھ پاؤں توڑ کر نہیں بیٹھے بلکہ وہ اپنی تمام تر صلاحیتوں کو بروئے کار لا کر صبح وشام دین کا کام کر رہے ہیں۔

وَمِدَادُ مَا تَجْرِي بِهِ أَقْلَامُهُمْ ... أَزْكَى وَأَفْضَلُ مِنْ دَمِ الشُّهَدَاءِ

وہ سیاہی جس کے ذریعے ان کی قلمیں رواں دواں ہیں شہدا کے خون سے افضل اور بہتر ہیں۔

بعض ارباب حکمت نے یہاں تک کہا کہ جب کوئی عالم فوت ہو جاتا ہے تو پانی میں مچھلیاں روتی ہیں، پرندے ہوا میں روتے ہیں، اس کا چہرہ اوجھل ہو جاتا ہے مگر اس کا تذکرہ نہیں بھلایا جاتا۔

مجالس ذکر و مجالس علماء میں فرق

علماء کرام کی مجالس کو میرے آقا ﷺ نے بھی ترجیح دی، ایک روایت میں ہے کہ آپ ﷺ ایک دن تشریف لائے تو دو مجلسوں کو دیکھا، ان میں سے ایک میں لوگ اللہ تعالیٰ سے دعائیں مانگ رہے تھے، اور اللہ کی طرف بلانے کا شوق دلا رہے تھے، دوسری مجلس میں لوگوں کو دین کی باتیں سکھائی جا رہی تھیں، آپ ﷺ نے فرمایا کہ یہ لوگ اللہ تعالیٰ سے مانگ رہے ہیں، اگر اللہ تعالیٰ چاہے تو انہیں عطا کرے اور اگر چاہے تو نہ دے، اور یہ لوگ جو دوسروں کو دین کی باتیں سکھاتے ہیں تو یہ تو استاذ ہیں، میں بھی استاذ بنا کر بھیجا گیا ہوں، پھر آپ ﷺ ان لوگوں سے ہٹ کر ان لوگوں کے پاس بیٹھ گئے تھے۔(ابن ماجہ)

دیکھا جائے اور تدبر کیا جائے تو اندازہ ہوتا ہے کہ آپ ﷺ نے کس دور اندیشی سے کام لیا، دعائیں مانگنے والے تو اپنے لیے مانگ رہے ہیں، اپنے نفع کی سوچ رہے ہیں، اپنے لیے سمیٹ رہے ہیں جبکہ دوسروں کو سکھانے والا فیضان کو عام کر رہا ہے، دوسروں کے بھلے کے لیے کام کر رہا ہے، اس لیے آپ ﷺ نے علماء کی مجلس میں بیٹھنا پسند کیا، حالانکہ آپ ﷺ سے ہی تو علم کے چشمے رواں ہوئے ہیں، آپ کو یہاں بیٹھنے کی کیا ضرورت تھی، آپ ﷺ نے امت کو تعلیم دینے کے لیے اس علمی مجلس کا انتخاب فرمایا، آپ کو اللہ تعالیٰ نے استاذ بنا کر بھیجا، استاذ کا مرتبہ اور مقام سمجھایا۔

علامہ ابن جوزیؒ کے مواعظ پر مشتمل ایک کتاب بستان الواعظین کے نام سے ہے، اس کتاب میں وہ فرماتے ہیں کہ بعض روایات میں آتا ہے کہ علماء کرام جب پل صراط پر

آئیں گے تو ان کے چہرے چمکتے سورج کی طرح ہوں گے، ان کے انوارات ان کے سامنے ہوں گے، ان میں سے ہر عالم کے ہاتھ میں نور جنت میں سے ایک جھنڈا ہو گا، جو اتنا روشن ہو گا کہ پانچ سو سال کی مسافت تک روشنی دے رہا ہو گا، عالم کے جھنڈے کے نیچے ہر وہ شخص ہو گا جو اس کے علم کی پیروی کر رہا تھا، عالم کے جھنڈے کے نیچے ہر وہ شخص ہو گا جو اللہ کی ذات کی خاطر اس سے محبت کرتا تھا، ایک آواز دینے والا آواز دے گا کہ یہ لوگ اللہ تعالیٰ کے دوست ہیں، یہ لوگ اللہ کے ولی ہیں، یہ وہ لوگ ہیں جو انبیاء کرام کے بعد تشریف لائے تھے، یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے اللہ کے بندوں کو سکھایا، یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے اللہ کی طرف لوگوں کو دعوت دی، یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے اللہ کی حدود کی حفاظت کی تھی، یہ وہ لوگ ہیں جو اندھیروں میں چراغ تھے، یہ لوگ ہدایت کے پیشوا ہیں۔

جب یہ لوگ پل صراط سے قریب ہوں گے تو ان میں سے ہر ایک کے سر پر جنت کے نور کا تاج رکھا جائے گا، اگر یہ تاج ساتویں آسمان میں رکھا جائے تو یہ نور ساتویں زمین تک ہر چیز کو جلا کر رکھ دے۔

ان میں سے ہر شخص کو جنت کے جوڑوں میں سے ایک جوڑا پہنایا جائے گا، اگر اس جوڑے کو آسمان و زمین کے درمیان پھیلایا جائے تو اس جوڑے کی روشنی سورج کی روشنی کو ڈھانپ لے، اور اس جوڑے کو دیکھنے کی تڑپ لیے ساری مخلوق مر جائے، زمین اور دریا اس جوڑے کی خوشبو سے بھر جائیں۔

ان میں سے ہر ایک کے سر پر نور کا ایک بادل اترے گا جو انہیں جہنم کی گرمی کے شراروں سے بچائے گا، جو انہیں سورج کی گرمی سے محفوظ رکھے گا۔ (بستان الواعظین)

(يَا طَالِبَ الْعِلمِ تَرجُو أَن تنَالَ بِهِ ... عَفْو الْإِلَه وعفو الله مَوْجُود)

(أُطلُب بعِلمِكَ وَجه الله خَالقنا ... إِنَّ الصِّرَاطَ عَلَى النِّيرَان مَمْدُود)

(عَفْو الْإِلَه لأهل الْعِلمِ نائلهم ... وعفوه عِنْد أهل الْجَهْل مَفْقُود)

(فاحرص هديت على التَّعْلِيم مُجْتَهدا ... وَأَنت عِنْد إِلَه الْعَرْش مَحْمُود)

(فاعمل بِعلم رَسُول الله سيدنَا ... وَأَنت بَين عباد الله مَسْعُود)

علماء کرام کو چاہیے کہ وہ اپنے مرتبے اور مقام کو پہچانیں، اللہ نے انہیں عظیم نسبت سے سرفراز فرمایا ہے، اپنے علم کے مطابق عمل کریں، کیونکہ علم بلا عمل اللہ کے ہاں کوئی مرتبہ اور مقام نہیں رکھتا، علماء کرام کے بارے میں سورۃ فاطر کی آیت ۲۸ میں فرمایا گیا کہ اللہ کے بندوں میں اللہ سے ڈرنے والے علماء ہی ہیں، معلوم ہوا کہ علماء کرام میں خوف وخشیت ہونی چاہیے، اللہ کا ڈر ہونا چاہیے، انہیں پتا ہونا چاہیے کہ ایک دن اس زندگی سے ہم ہاتھ دھو بیٹھیں گے، ہماری یہ آنکھ بند ہوگی تو آخرت کی آنکھ کھلے گی، جس کے کھلتے ہی سب کچھ عیاں ہو جائے گا، سب کچھ ظاہر ہو جائے گا۔

علماء کرام کو چاہیے کہ وہ اپنے اسلاف کی تاریخ کا مطالعہ کریں، ان جیسا تقویٰ اور ان جیسی طہارت اختیار کریں جسمانی ٹیپ ٹاپ کی بجائے اندرونی صفائی اور ستھرائی بہت ضروری ہے، تقویٰ اختیار کریں کیونکہ اللہ تعالیٰ کے ہاں تقویٰ کی قدر ہے، سورۃ المائدہ کی آیت ۲۷ میں اللہ تعالیٰ نے واضح فرمایا کہ اللہ متقی لوگوں سے تقویٰ ہی قبول کرے گا، اپنے اسلاف کی تاریخ سے سیکھا جائے کہ تقویٰ کیا چیز ہے؟ جب تقویٰ کے بارے میں علم ہی نہیں ہوگا تو تقویٰ کیسے سیکھا جائے گا۔

نبی کریم ﷺ نے علماء کرام کی عظمت کو چار چاند لگا دیے، آپ ﷺ نے فرمایا کہ دنیا میں عالم بن کر رہو، دنیا میں طالب علم بن کر رہو، یا عالم اور طالب علم سے محبت کرنے والے بن کر رہو، یا ان دونوں کی پیروی کرنے والے بن کر رہو، پانچویں نہ بننا، ورنہ ہلاک ہو جاؤ گے، اس روایت کے راوی حضرت حسن سے پوچھا گیا کہ پانچویں سے آپ ﷺ کی مراد کیا تھی؟ تو انہوں نے اس کی وضاحت یوں فرمائی کہ پانچویں سے مراد بدعتی لوگ ہیں، جو دین میں نئی نئی چیزیں پیدا کرتے ہیں۔

حضرت عمر بن عبد العزیزؒ فرمایا کرتے تھے کہ اگر ہو سکے تو عالم بن کر رہو، اگر یہ نہیں ہو سکتا تو طالب علم بن کر رہو، اگر یہ بھی نہیں ہو سکتا تو پھر ان سے محبت کرنے والا بن کر رہو، اگر یہ بھی نہیں ہو سکتا تو پھر ان سے بغض نہ رکھو۔

یہ بات بہت زیادہ فکر دلاتی ہے کیونکہ آج کے دور میں علماء کرام کے بغض سے دنیا کے سینے بھرپور ہیں، بلکہ لبریز ہو چکے ہیں، گزشتہ کچھ عرصہ میں علمائے دین کو چن چن کر قتل کیا گیا، ان کے خون ناحق سے ہماری دھرتی کو رنگین کیا گیا، رات کے اندھیرے میں، دن کے اجالے میں جہاں کہیں موقع ہاتھ آیا وہیں علماء کرام کو بے دردی سے شہید کیا گیا، ان کا خون بہایا گیا، یہ بغض سے بھی اوپر کا درجہ ہے، جسے دشمنی سے تعبیر کیا جاسکتا ہے۔

حضرت عبداللہ فرماتے ہیں کہ عالم بن کر رہو، یا طالب علم بن کر رہو لیکن اہل رائے بن کر نہ رہو۔

یہ بات بھی ہمیں فکر دلاتی ہے کہ عالم بن کر رہیں، یا طالب علم بن کر رہیں، اہل رائے بننے کا نقصان ہے، امت کے اجماعی مسائل میں انسان اپنی عقل و دانست کے مطابق رائے زنی کرتا ہے، جس سے عامۃ الناس کا اعتماد اجماعی مسائل سے اٹھ جاتا ہے، اہل رائے بننے کی بدولت ہی تو یہاں قرآن کریم کے منکرین پیدا ہوئے، حدیث شریف کے منکرین نے جنم لیا، غرضیکہ ان رائے والوں نے دین کی کایا پلٹ دی۔

یموت بن مزرع فرماتے ہیں کہ عمرو بن جاحظ نے صالح بن جناح کو علم کی تلقین کرتے ہوئے یوں کہا تھا

تَعَلَّمْ إِذَا مَا كُنْتَ لَيْسَ بِعَالِمٍ ... فَمَا الْعِلْمُ إِلَّا عِنْدَ أَهْلِ التَّعَلُّمِ
تَعَلَّمْ فَإِنَّ الْعِلْمَ زَيْنٌ لِأَهْلِهِ ... وَلَنْ تَسْتَطِيعَ الْعِلْمَ إِنْ لَمْ تُعَلَّمِ
تَعَلَّمْ فَإِنَّ الْعِلْمَ أَزْيَنُ بِالْفَتَى ... مِنَ الْحُلَّةِ الْحَسْنَاءِ عِنْدَ التَّكَلُّمِ
وَلَا خَيْرَ فِيمَنْ رَاحَ لَيْسَ بِعَالِمٍ ... بَصِيرٍ بِمَا يَأْتِي وَلَا مُتَعَلِّمِ

اگر تو عالم نہیں ہے تو علم سیکھ، کیونکہ علم تو سیکھنے والوں کے پاس ہوتا ہے، علم حاصل کرو کیونکہ علم صاحب علم کی خوبصورتی ہے، تو ہرگز علم کی استطاعت نہیں رکھتا اگر تو سکھایا نہ جائے، علم سیکھ کیونکہ علم نوجوان کو گفتگو کے وقت خوبصورت جوڑوں سے زیادہ خوبصورت کر دیتا ہے۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ

باتوں کی زیادتی کا نام علم نہیں علم نام ہے بہ کثرت اللہ سے ڈرنے کا۔

حضرت امام مالکؒ کا قول ہے کہ کثرت روایات کا نام علم نہیں علم تو ایک نور ہے جسے اللہ تعالیٰ اپنے بندے کے دل میں ڈال دیتا ہے۔

حضرت احمد بن صالح مصریؒ فرماتے ہیں کہ

علم کثرت روایات کا نام نہیں بلکہ علم اس کا جس کی تابعداری اللہ کی طرف سے فرض ہے یعنی کتاب و سنت اور جو اصحاب اور ائمہ سے پہنچا ہو وہ روایت سے ہی حاصل ہوتا ہے۔ نور جو بندے کے آگے آگے ہوتا ہے وہ علم کو اور اس کے مطلب کو سمجھ لیتا ہے۔

علماء کی تین قسمیں

مروی ہے کہ علماء کی تین قسمیں ہیں عالم باللہ، عالم بامر اللہ اور عالم باللہ و بامر اللہ عالم باللہ، عالم بامر اللہ نہیں اور عالم بامر اللہ عالم باللہ نہیں۔ ہاں عالم باللہ و بامر اللہ وہ ہے جو اللہ سے ڈرتا ہو اور حدود فرائض کو جانتا ہو۔ عالم باللہ وہ ہے جو اللہ سے ڈرتا ہو لیکن حدود فرائض کو نہ جانتا ہو۔ عالم بامر اللہ وہ ہے جو حدود فرائض کو تو جانتا ہو لیکن اس کا دل اللہ کے خوف سے خالی ہو۔

ایک عالم کے بعد دوسرا عالم

علامہ ابن تیمیہؒ کے تلمیذ رشید علامہ ابن القیم جوزیؒ فرماتے ہیں کہ

فَإِنَّ هَذِهِ الأُمَّةَ اَكمَلَ الأُمَمِ وَخَيرَ اُمَّةٍ اُخرِجَت لِلنَّاسِ وَنَبِيُّهَا خَاتَمُ النَّبِيِّينَ لَا نَبِي بَعدَهُ فَجَعَلَ اللّٰهُ الْعُلَمَاءَ فِيهَا كُلَّمَا هَلَكَ عَالِمٌ خَلَفَهُ عَالِمٌ لِئَلَّا تَطمِسَ مَعَالِمُ الدِّينِ وَتُخفَى اَعلَامُهُ وَكَانَ بَنُو اِسرَائِيلَ كُلَّمَا هَلَكَ نَبِي خَلَفَهُ نَبِيٌّ فَكَانَت تَسُوسُهُمُ الاَنبِيَاءُ وَالْعُلَمَاءُ لِهَذِهِ الأُمَّةِ كَالاَنبِيَاءِ فِي بَنِي اِسرَائِيلَ (مفتاح دارالسعادہ ومنشور ولایۃ العلم)

یہ امت تمام امتوں میں کامل ترین امت ہے، یہ بہترین امت ہے جو لوگوں کے فائدے کے لیے نکالی گئی ہے، اس امت کے نبی حضرت محمد ﷺ ہیں جو کہ خاتم النبیین ہیں، ان کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا، اللہ تعالیٰ نے اس امت میں علماء کرام کو پیدا کیا ہے، جب بھی کوئی عالم فوت ہوتا ہے تو اس کی جگہ دوسرا عالم خلیفہ بن جاتا ہے تاکہ اس دین کی علامات ونشانیاں نہ مٹ جائیں، اس دین کی علامات کو مخفی رکھا گیا ہے، بنی اسرائیل میں یہ بات تھی کہ جب بھی کوئی نبی فوت ہوتا تو اس کی جگہ دوسرے نبی کو خلیفہ بنایا جاتا تھا، بنی اسرائیل میں سیاست انبیاء کرام کا کام تھا، اس امت کے علماء کرام بنی اسرائیل کے انبیاء کرام کی طرح ہیں۔

اس روایت کو علامہ زرکشیؒ، علامہ جلال الدین سیوطیؒ اور دوسرے حضراتؒ نے نہ صرف یہ کہ موضوع، ضعیف قرار دیا ہے بلکہ یہاں تک فرمایا ہے کہ اس کی کوئی اصل نہیں ہے، مگر علماء انبیاء کرام کے وارث ہیں والی روایت کو سامنے رکھتے ہوئے اس کا مفہوم قابل قبول ہے۔

اگر علماء نہ ہوتے؟

حضرت حسن بصریؒ فرماتے ہیں کہ اگر روئے زمین پر ابدال نہ ہوتے تو زمین اپنے اندر موجود چیزوں کو دھنسا دیتی، اگر نیک لوگ نہ ہوتے تو زمین میں فساد برپا ہو جاتا، اگر علماء کرام نہ ہوتے تو لوگ جانوروں کی طرح ہو جاتے، اگر بادشاہ نہ ہوتے تو لوگ ایک دوسرے کو کھا جاتے، اگر بے وقوف لوگ زمین میں نہ ہوتے تو زمین خراب ہو جاتی، اگر ہوا زمین میں نہ ہوتی تو آسمان وزمین کے درمیان جو کچھ ہے وہ بدبودار ہو جاتا۔(شرح البخاری لشمس الدین محمد بن عمر سفیری شافعی، المجالس الوعظیہ للسفیری)

عالم اور نبی

حضرت نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ

اَلعَالِمُ فِي قَومِهِ كَالنَّبِي فِي أُمَّتِهِ(شرح البخاری للسفیری)

ایک عالم اپنی قوم میں ایسا ہوتا ہے جیسے کہ ایک نبی اپنی امت میں ہوتا ہے۔

نبی لوگوں میں رہ کر پاکیزہ زندگی گزارتا ہے، نبی پاکیزہ ماحول پروان چڑھاتا ہے، نبی اللہ تعالیٰ کا خاص نمائندہ ہوتا ہے، نبی عرش بریں سے ملنے والے پیغام کو انسانوں تک من وعن پہنچاتا ہے، پیغام ربانی کو بلاکم وکاست لوگوں تک پہنچاتا ہے، لوگوں میں دعوت وتبلیغ کا کام کرتا ہے، لوگوں کی رشد وہدایت کے لیے اپنے اوقات صرف کرتا ہے، انسانوں کی تعلیم وتربیت کرتا ہے، اسی طرح ایک عالم دین رسول کریم ﷺ پر نازل ہونے والی کتاب کی تفسیر بیان کرتا ہے، کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ کا درس دیتا ہے، انسانی خیر خواہی کرتا ہے، لوگوں کی بھلائی کے کام کرتا ہے۔

علماء رسولوں کے امین

حضرت نبی کریم ﷺ نے علماء کرام کی شان بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ

اَلعُلَمَاءُ أُمَنَاءُ الرُّسُلِ(فیض القدیر،للمناوی)

علماء کرام رسولوں کے امین ہیں۔

حضرت نبی کریم ﷺ نے علماء کرام کی شان میں فرمایا کہ

وَالعُلَمَاءُ أُمَنَاءُ اللهِ عَلَى خَلقِهِ(فیض القدیر للمناوی)

اور علماء کرام اللہ تعالیٰ کے امین ہیں اس کی مخلوق پر۔

علامہ مناویؒ اس حدیث شریف کی وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ اس حدیث شریف کا مطلب یہ ہے کہ علماء کرام ان باتوں کو ثابت کرتے ہیں، انہیں مضبوط کرتے ہیں، ان باتوں کو لوگوں تک پہنچاتے ہیں جو میں لے کر آیا ہوں، اس میں اپنی طرف سے کوئی نئی بات نہیں کرتے۔(فیض القدیر)

حضرت نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ

اَلعُلَمَاءُ أُمَنَاءُ أُمَّتِي (فیض القدیر

علماء کرام میری امت کے امین ہیں۔

خطیب بغدادی اس حدیث کی شرح کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ اس حدیث میں حضرت نبی کریم ﷺ کی طرف سے علماء کرام کے حق میں گواہی ہے کہ یہ لوگ علمبردار علم اور مسلمانوں کے پیشوا ہیں، وہ اس طرح کہ یہ لوگ مخلوق میں اللہ تعالیٰ کی توحید اور اس کی صفات کو اکمل ترین طریقے سے جانتے ہیں، لوگوں میں یہی لوگ ہیں جو حلال و حرام کو اچھے طریقے سے جانتے ہیں۔ (فیض القدیر)

علماء راز دان ہیں

حکیم ترمذیؒ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے کاموں کی معرفت اور ان کاموں کی تدبیر کی معرفت کے لیے مخلوق کی طرف رسولوں کو بھیجا، کیسے اور کیوں کہ کاموں کی حقیقت ان کے سامنے چھپی ہوئی تھی، اللہ تعالیٰ نے ان کاموں کی معرفت کا راز حضرات انبیاء کرام پر فاش کیا، یہ امور غیبیہ وہ تھے جن کو ان انبیاء کے علاوہ انسانی عقلیں سمجھنے کی صلاحیت نہیں رکھتی تھیں، نبوت کی وجہ سے ان چیزوں کے تحمل کی انہیں قدرت حاصل ہوئی، اس لیے کہ علم کی ابتدا تو اللہ تعالیٰ سے رسولوں کی طرف ہوئی پھر رسولوں سے مخلوق کی طرف ہوئی، معلوم ہوا کہ علم بمنزل دریا کے ہے، دریا سے وادیوں میں پانی جاری کیا، وادیوں سے نہروں میں پانی جاری کیا، پھر نہر سے پانی بڑی نالیوں میں جاری کیا، بڑی نالیوں سے پھر چھوٹی چھوٹی نالیوں میں جاری کیا، اگر یہی پانی وادی سے ان نالیوں میں جاری کیا جاتا تو سب کچھ تباہ و برباد ہو جاتا، اگر دریا وادی کی طرف بہہ پڑتا تو اسے تباہ و برباد کر دیتا۔

علم کا دریا اللہ کے پاس ہے، اس نے اس میں سے رسولوں کو علم کی وادیاں عطا کیں، پھر رسولوں نے ان علم کی وادیوں سے علم کی نہریں علماء کے سپرد کیں، پھر علماء نے ان نہروں سے عام لوگوں کو چھوٹی چھوٹی نالیاں ان کی طاقت اور ہمت کے مطابق دیں، پھر ان عام لوگوں نے ان نالیوں سے بالکل چھوٹی چھوٹی نالیوں میں اپنے اہل و عیال اور اپنی اولاد کو ان کی طاقت، بساط اور ہمت کے مطابق دیں۔

پھر حدیث شریف میں ہے کہ اللہ کے ہاں بہت سے راز ہیں، اگر وہ ان رازوں کو فاش کر دے تو تدبیریں خراب ہو جائیں، اسی طرح بادشاہوں کے پاس راز ہیں اگر وہ ان رازوں کو فاش کر دیں تو ان کے ملک میں خرابی پیدا ہو جائے، اسی طرح حضرات انبیاء کرام کے پاس راز ہیں اگر وہ ان رازوں کو فاش کر دیں تو ان کی نبوت خراب ہو جائے، اسی طرح علماء کرام کے پاس راز ہیں اگر وہ ان رازوں کو فاش کر دیں تو ان کا علم خراب ہو جائے، اس لیے فرمایا کہ یہ امین لوگ ہیں، اس راز کے امین ہیں، اگر یہ اس امانت میں خیانت کریں لوگوں پر یہ راز فاش کر دیں تو بربادی ہو جائے، کیونکہ انسانی عقلیں ان رازوں کو جاننے کا تحمل نہیں کر سکتیں۔

اسی لیے جب حضرات انبیاء کرام کی عقلوں میں اضافہ ہو جاتا ہے تو وہ اس علم تک رسائی کر لیتے ہیں، وہ ان چیزوں کا تحمل کر لیتے ہیں جن کا عام لوگ نہیں کر سکتے، اسی طرح باطنی علوم کے ماہرین علماء کی عقلوں میں جب اضافہ ہوتا ہے تو وہ ان چیزوں کا تحمل کر لیتے ہیں جن سے علماء ظاہر بین عاجز ہوتے ہیں۔

کیا آپ نے دیکھا نہیں کہ بہت سے لوگ نماز کی حالت میں آنے والے وسوسوں کو کاٹنے سے عاجز ہوتے ہیں، پانی پر چلنے سے عاجز ہوتے ہیں، زمین کو سمیٹنے پر عاجز ہوتے ہیں، پھر یہ لوگ ان روایات کا انکار کر بیٹھتے ہیں جو اس سلسلے میں آئی ہیں، اگر ظاہر بین علماء اس چیز کو دیکھ لیں جو اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کو عطا کی ہے تو ان چیزوں کو دیکھتے ہی حیا کرنے لگیں کہ انہوں نے تو ان چیزوں کا انکار کر دیا تھا مگر دیکھی نہیں تھیں کیونکہ انہیں اللہ تعالیٰ نے ان چیزوں کی معرفت نہیں دی تھی۔

علماء کرام زمین کے چراغ

حضرت نبی کریم ﷺ نے علماء کرام کے بارے میں فرمایا کہ

الْعُلَمَاءُ مَصَابِيحُ الأَرْضِ وَخُلَفَاءُ الأَنْبِيَاءِ وَوَرَثَتِي وَوَرَثَةُ الأنبياء(فیض القدیر

علماء زمین کے چراغ ہیں، اور انبیاء کے جانشین ہیں، میرے اور انبیاء کے وارث ہیں۔

اس سے مراد وہ علماء کرام ہیں جو اپنے علم پر عمل پیرا ہوتے ہیں، یہ لوگ جہالت کی تاریکیوں میں روشنی کے مینار ہوتے ہیں، ان کو دیکھ کر لوگ علم کی روشنی حاصل کرتے ہیں، انبیاء کے خلفاء سے پتا چلا کہ ہر نبی کی امت کے علماء اپنے اپنے انبیاء کے جانشین تھے، اس امت کے عظیم الشان نبی حضرت محمد ﷺ کی امت کے علماء آپ ﷺ کے جانشین اور خلفاء ہیں، مگر وراثت میں علماء کرام صرف نبی کریم ﷺ کی وراثت کے وارث ہی نہیں ہیں بلکہ سابقہ انبیاء کے علوم کے بھی وارث ہیں، جیسے اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں فرمایا کہ ہم ان لوگوں کو کتاب کا وارث بنا دیتے ہیں جنہیں ہم چن لیتے ہیں۔

علماء کرام کا مطلوبہ کردار

بندہ نے محترم محمد جرجیس کریمی صاحب کا تحریر کردہ ایک مضمون کسی بھارتی رسالے میں پڑھا تھا، جسے میں نے اپنے ہاں کمپیوٹر میں محفوظ کر لیا تھا، اس مضمون میں انہوں نے بڑی دیانت داری سے علماء کرام کے مطلوبہ کردار کے بارے میں اپنے خیالات کا اظہار فرمایا ہے، جی چاہتا ہے کہ میں اسے اپنے پڑھنے والوں کی خدمت میں بلا کم وکاست، من وعن پیش کر دوں۔

کریمی صاحب لکھتے ہیں کہ

امت مسلمہ کے عام افراد کے اوپر جن دینی تعلیمات پر عمل کرنا واجب ہے ان تعلیمات پر عمل کرنا علماء کے لئے بھی ضروری ہے مگر اس کے ساتھ ہی ان سے مزید اعمال کا مطالبہ کیا گیا ہے جو ان کے دینی منصب پر قیادت کا تقاضا ہے۔ مومنانہ سیرت و کردار کے ساتھ عالمانہ سیرت و کردار ہو جب ہی صحیح طریقے سے ملت کی رہ نمائی کا فریضہ انجام دیا جا سکتا ہے ذیل میں اختصار کے ساتھ ایسے کچھ اعمال و کردار کی نشان دہی کی جاتی ہے۔

علماء وارث انبیاء ہیں

نبوت و رسالت کی حقیقت پر غور کیا جائے تو یہ بات واضح ہو کر سامنے آتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انسانوں کی ہدایت کے لئے مادی وسائل و ذرائع پر اکتفا نہیں کیا بلکہ اس کا

رشتہ روحانیت، علم اور دلائل سے قائم کیا۔ اب اگر کوئی شخص انبیاء کے لائے ہوئے دین کی تبلیغ واشاعت کرنا چاہتا ہے تو اسے بھی ان ہی طریقوں کو اختیار کرنا ہوگا جن کو اختیار کرنے کا حکم اللہ تعالیٰ نے انبیاء کو دیا۔ اسی وجہ سے حدیث میں کہا گیا کہ انبیاء کرامؑ درہم ودینار کی وراثت نہیں چھوڑتے ہیں بلکہ علم کی وراثت چھوڑتے ہیں اور علم سے مراد علم وحی ہے۔

لہٰذا علماء جب انبیاء کے وارث ہوئے تو لازمی بات ہے کہ انھیں علم وحی کے حصول اور اس کی تبلیغ کا مکلف بنایا گیا ہے۔ چنانچہ انبیاء نے جب دعوت دین پیش کیا تو ان کی قوموں نے مختلف طریقے سے دعوت کو رد کیا اور مختلف مطالبات کیے۔ کبھی ان سے معجزات کے ظہور کا مطالبہ کیا گیا تو کبھی کہا گیا کہ وہ اللہ تعالیٰ کے یہاں سے خزانے اتار لائیں یا باغات پیدا کر دیں اور نہریں جاری کر دیں ان باتوں کے جواب میں انبیاء نے ایسا نہیں کیا کہ ان چیزوں کو پیدا کر کے قوم کے مطالبے کو پورا کر دیا بلکہ انہوں نے اس بات کا حوالہ دیا کہ ان کے پاس وحی آتی ہے اور اسی وحی کے مطابق عمل کرنے کا وہ مکلف ہیں، ان کے اختیار میں خزانے لانا اور باغات پیدا کرنا اور نہریں جاری کرنا نہیں ہے۔ ارشاد ہے

قُلْ لَا أَقُولُ لَكُمْ عِنْدِي خَزَائِنُ اللَّهِ وَلَا أَعْلَمُ الْغَيْبَ وَلَا أَقُولُ لَكُمْ إِنِّي مَلَكٌ إِنْ أَتَّبِعُ إِلَّا مَا يُوحَى إِلَيَّ قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الْأَعْمَى وَالْبَصِيرُ أَفَلَا تَتَفَكَّرُونَ (۵۰)الانعام

اے نبی! ان سے کہو میں تم سے یہ نہیں کہتا کہ میرے پاس اللہ کے خزانے ہیں نہ میں غیب کا علم رکھتا ہوں اور نہ یہ کہتا ہوں کہ میں فرشتہ ہوں، میں تو صرف اس وحی کی پیروی کرتا ہوں جو مجھ پر نازل کی جاتی ہے۔

موجودہ دور مادیت پرستی کا دور ہے حق وباطل کو بھی مادیت کے حوالے سے پرکھنے کی کوشش ہو سکتی ہے ایسی صورت حال میں علماء اسلام کو مادیت سے بالاتر ہو کر انبیائی سیرت و کردار پیش کرنا ہوگا۔ اس کے معنی یہ نہیں ہیں کہ اسباب و علل سے بالکلیہ

اعراض کا رویہ اختیار کرلیا جائے مگر اسباب سے زیادہ توکل علی اللہ کا نمونہ پیش کرنے کی ضرورت ہوگی۔ چنانچہ انبیائی کردار کا ایک روشن پہلو یہ ہے کہ انہوں نے اپنی قوموں سے دعوت دین کے معاوضے کا مطالبہ نہیں کیا بلکہ انہوں نے ہر مرحلے میں واضح کردیا کہ وہ دنیا میں معاوضہ یا منصب وجاہ کے طالب نہیں ہیں بلکہ ان کا مطالبہ صرف یہ ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے دین کو قبول کرلیں۔ ارشاد ربانی ہے:

وَمَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ إِنْ أَجْرِيَ إِلَّا عَلَى رَبِّ الْعَالَمِيْنَ
(الشعراء:۱۰۹)

میں اس کام پر تم سے کسی اجر کا طالب نہیں ہوں میرا اجر تو رب العالمین کے ذمّہ ہے۔

مذکورہ آیت قرآن مجید میں متعدد انبیاء کرام کے حوالے سے وارد ہے۔ ہمارے رسول حضرت محمد ﷺ کو اہل مکہ کی طرف سے پیش کش ہوئی تھی کہ اگر آپ مال و دولت یا حکومت اور بادشاہت کے خواہش مند ہو تو یہ چیزیں ہم آپ کو دینے کے لئے تیار ہیں۔ مگر رسول اللہ ﷺ نے ان کی پیش کش ٹھکرادی اور ان پر واضح کردیا کہ میرا مقصد خالص دین کی دعوت پیش کرنا ہے۔ اگر میرے ایک ہاتھ میں سورج اور دوسرے ہاتھ میں چاند رکھ دیا جائے تب بھی میں اس سے باز نہیں آسکتا۔ (ابن ہشام)

انبیاء اعلیٰ اخلاق پر فائز ہوتے ہیں

انبیاء کی سیرت سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ اعلیٰ اخلاق پر فائز ہوتے ہیں۔ چنانچہ تمام انبیاء نے اپنے کو "رسول امین" کہا ہے چونکہ ان کی بعثت کا مقصد لوگوں کی اصلاح ہوتی ہے اس وجہ سے قوموں کے مقابلے میں ان کے اخلاق اعلیٰ درجے کے ہوتے ہیں تاکہ ان کے پیغام پر لوگ ایمان لائیں۔ حضرت محمد ﷺ بھی اعلیٰ اخلاق پر فائز تھے اور آپ کے اعلیٰ اخلاق کی گواہی کفار مکہ نے خود دی ہے۔ چنانچہ جب آیت **وَ اَنذِر عَشِیرَتَک الاَقرَبِینَ** نازل ہوئی اور آپؐ نے صفا پہاڑ پر اہل مکہ کو بلایا تو لوگوں نے آپؐ کی امانت و صداقت کی تصدیق کی۔

اس طرح ابوسفیان نے ہرقل کے دربار میں اس کی تصدیق کی کہ آپؐ سے کبھی جھوٹ کا تجربہ نہیں ہوا ہے۔ آپؐ کی زوجہ مطہرہ نے نبوت کے اولین مرحلے میں آپؐ کے اعلیٰ اخلاق کی توثیق کی۔

حضرت انسؓ نے رسول اللہ ﷺ کی دس سال خدمت کی مگر اس دوران کبھی آپؐ سے بدخلقی کا صدور نہیں ہوا، حضرت زید بن ثابتؓ کو آپؐ نے اپنا منہ بولا بیٹا بنایا تھا آپؐ کے حسن اخلاق کی وجہ سے اپنے والدین کے پاس جانے سے انکار کر دیا۔ آپؐ کی گیارہ ازواج مطہرات تھیں مگر کسی نے بھی آپؐ کی بدخلقی کی شکایت نہیں کی جب کہ بیویاں عام طور پر شوہر کی شکایت کر دیتی ہیں۔

آپؐ کے کثیر تعداد میں صحابہ کرامؓ تھے جنہوں نے تنگی ترش میں آپؐ کا ساتھ دیا، جنگوں میں شریک رہے، انہوں نے آپؐ کو ہر طرح کے حالات میں پرکھا مگر کبھی کسی نے آپؐ کے غیر اخلاق مند ہونے کی شکایت نہیں کی بلکہ اعلیٰ اخلاق کی شہادت پیش کی۔

ان باتوں سے ثابت ہوتا ہے کہ علماء اسلام کو بھی اپنے زمانے میں نمایاں اور اعلیٰ اخلاق پر فائز ہونا چاہئے جن کی شہادت ان کے متعلقین پیش کریں۔ اسی صورت میں وہ دین کی حقیقی خدمت انجام دے سکتے ہیں۔

دعوت کی راہ میں اذیتیں

انبیائی کردار کا ایک پہلو یہ بھی ہے کہ انبیاء کرام نے دعوت دین کی راہ میں ایذائیں برداشت کیں، ان کو طرح طرح سے ستایا گیا، ان کی راہ میں کانٹے بچھائے گئے، ان پر پتھر برسائے گئے، ان کے خلاف جنگ کی گئی، ان پر طرح طرح سے اعتراضات کئے گئے مگر ان باتوں سے انہوں نے کارِ دعوت کو ترک کیا نہ بددل ہوئے اور نہ ہی قوموں کی خیرخواہی سے کنارہ کشی اختیار کی بلکہ وہ اپنے مشن پر جمے رہے۔ علماء اسلام وارث انبیاء ہیں اس حوالے سے ان کو بھی یہی نمونہ پیش کرنا ہوگا۔ نبی کریم ﷺ نے اپنے ایک ارشاد میں اس کی پیش گوئی کی ہے کہ امت میں ایک گروہ ایسا ضرور موجود رہے گا جو

دین کی بصیرت حاصل کرے گا اور حق پر قائم رہے گا چاہے اس کی جتنی بھی مخالفت ہو۔

ارشاد نبویؐ ہے۔

اللہ تعالیٰ جس کے ساتھ خیر کا ارادہ کرتا ہے، اسے دین کی سمجھ عطا کر دیتا ہے اور میں تقسیم کرنے والا ہوں، دینے والا اصلاً اللہ تعالیٰ ہے اور ہمیشہ امت میں ایک گروہ حق پر قائم رہے گا اور جو اس کی مخالفت کرے گا اس سے اس کو کوئی نقصان لاحق نہیں ہو گا، یہاں تک کہ قیامت واقع ہو جائے گی۔ (بخاری، کتاب العلم)

انبیاء نے عملی نمونہ پیش کیا

انبیائی کردار کا ایک اہم پہلو یہ ہے کہ انہوں نے اپنی قوموں کے سامنے عملی نمونہ پیش کیا۔ محض زبانی طور پر لمبی چوڑی باتیں نہیں بنائیں۔ ایمان کے اعلیٰ معیار پر وہ قائم تھے اسی اعتبار سے ان کی سخت آزمائشیں بھی ہوئیں، عبادت الٰہی کی طرف اگر وہ لوگوں کو بلاتے تھے تو خود بھی عبادت انجام دیتے تھے۔ اگر انہوں نے قوموں کو جہنم کی آگ سے ڈرایا اور مختلف اعمال سے بچنے کی تلقین کی تو خود بھی جہنم کی آگ سے بچنے کے لئے ان اعمال سے پرہیز کیا۔ جنت کا شوق دلایا تو خود بھی اس کے لئے مشتاق ہوئے۔ جہاد کی فضیلت بیان کی تو خود بھی میدان جنگ میں تشریف لے گئے اور دشمن کا مقابلہ کیا، اگر دنیا کی ناپائیداری کا قوم کو سبق پڑھایا تو خود بھی دنیا سے بے راغب رہے۔

کار دعوت میں اگر آپؐ کے صحابہؓ نے مشکلات اٹھائیں تو آپؐ نے بھی ان سے زیادہ مشکلات اٹھائیں چنانچہ غزوۂ خندق کے موقع پر واقعہ پیش آیا کہ ایک صحابی نے آکر بھوک کی شکایت کی اور اپنے پیٹ پر ایک پتھر بندھے ہونے کا راز فاش کیا تو اس وقت آپؐ کے پیٹ پر دو پتھر بندھے ہوئے تھے۔

آپؐ کی تعلیمات میں اگر صدق و امانت اور عفو درگذر کی تلقینات ملتی ہیں تو آپؐ خود امین وصادق رہے۔ اور عفوو درگذر کا مظاہرہ فرمایا غرض کہ کسی بھی پہلو سے آپؐ کی زندگی کا جائزہ لیا جائے تو وہاں نبی کا عملی نمونہ موجود ملے گا۔ عمومی طور پر تمام انبیاء نے

اپنی قوموں کے سامنے عملی نمونہ پیش کیا ہے مگر خاص طور سے ہمارے نبی حضرت محمد ﷺ کی زندگی سراپا عمل رہی ہے۔

علماء اسلام نبیوں کے وارث ہیں تو ان کو بھی عملی نمونہ پیش کرنا ہوگا اور اپنی زندگیوں کو تضادات سے بچانا پڑے گا۔ زبان سے خدا پرستی کی باتیں کی جائیں اور دل پر مادہ پرستی حاوی ہو، زبان سے عفوو در گذر کی تلقینات ہوں اور عملاً انتقامی جذبہ کی پرورش ہو، زبان سے جہنم کی ہولناکی کے بیانات ہوں اور عملاً اس سے بے خوفی کے مظاہرے ہوں، زبان سے جنت کی ترغیبات ہوں اور عملاً دنیا کی رنگینیوں پر فدائیت ہو تو ان تضادات کو لوگ محسوس کیے بنا نہیں رہیں گے اور پھر علماء کے دل بے اثر ہو جائیں گے۔ اس لئے ضروری ہے کہ علماء انبیاء کے اس روش و کردار کو اپنی زندگیوں میں پیدا کریں۔

دینی حمیت و غیرت

علماء کے لئے ضروری ہے کہ ان کے اندر دین کے تعلق سے حمیت و غیرت کا مادہ عام مسلمانوں کے مقابلے میں زیادہ پایا جائے۔ دین کے لئے ان کا دل تڑپے، دینی تعلیمات کی پامالی پر انہیں غصہ آئے۔ دین کے لئے ان کے اندر جوش جذبہ جاگ اٹھے۔ بے حمیتی و بے غیرتی کی حالت میں انسان کو اپنی ذلت کا بھی احساس نہیں ہوتا تو وہ دین کی پرواہ کیا کرے گا۔ بے غیرتی سے انسان خود غرض اور ذاتی مفادات کا قیدی بن جاتا ہے اور ایسے آدمی سے کسی خیر کی توقع نہیں کی جاسکتی جو خود غرض ہو۔ دینی غیرت و حمیت کے لئے قرآن وحدیث میں مستحکم دلائل موجود ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَمَنْ يُعَظِّمْ حُرُمَاتِ اللَّهِ فَهُوَ خَيْرٌ لَهُ عِنْدَ رَبِّهِ (الحج ۳۰)

اور جو شخص اللہ تعالیٰ کی حرمتوں کا احترام کرے تو یہ اس کے رب کے نزدیک خود اسی کے لیے بہتر ہے۔ ایک حدیث میں رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

بے شک اللہ تعالیٰ کو غیرت آتی ہے اور غیرت الٰہی یہ ہے کہ مومن حرمات ارتکاب کرے۔ (بخاری، کتاب النکاح)

رسول اللہ ﷺ سراپا رحمت تھے، عفو ودر گذر آپؐ کی امتیازی صفات میں سے ہیں لیکن جب دین کی پامالی ہو گی یا تعلیمات دین سے بے اعتنائی برتی جاتی یا حدود و شریعت توڑے جاتے تو رسول اللہ ﷺ کو غصہ آتا اور آپؐ ایسا کرنے والوں کے خلاف اٹھ کھڑے ہوتے۔ ایک حدیث میں ارشاد ہے:

حضرت عائشہ سے مروی ہے، فرماتی ہیں کہ جب کبھی نبی کریم ﷺ کو دو معاملوں کے درمیان اختیار دیا گیا تو آپ ﷺ نے ان میں سے آسان معاملے کا انتخاب فرمایا، الا یہ کہ اس سے گناہ کے صدور کا امکان ہو، ایسی صورت میں آپ ﷺ اس سے الگ ہی رہتے، قسم خدا! نبی کریم ﷺ نے کبھی بھی اپنی ذات کے لیے کسی سے بدلہ نہیں لیا اور یہ کہ اللہ کی حرمت پائمال کی جارہی ہو، ایسی صورت میں آپ اللہ واسطے بدلہ لیتے تھے۔ (بخاری کتاب الحدود)

نبی کریم ﷺ کی دینی غیرت و حمیت کی ایک مثال وہ واقعہ ہے جس میں ایک مخزومیہ عورت کی چوری کرنے پر اسامہ بن زید کے ذریعہ سزا میں تخفیف کی سفارش کی گئی جس پر آپؐ سخت غضبناک ہوئے اور ارشاد فرمایا:

قسم خدا کی اگر فاطمہ بنت محمد چوری کرتی تو محمدؐ اس کا ہاتھ کاٹ دیتا۔ (بخاری کتاب الحدود

ایک دوسرا واقعہ مذکور ہے حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ایک سفر سے واپس تشریف لائے میں نے ایک صحن پردے سے سجادیا جس میں تصویریں تھیں جب آپؐ نے اسے ملاحظہ فرمایا تو اسے نوچ ڈالا اور فرمایا قیامت کے دن سب سے زیادہ سخت عذاب ان کو ہوگا جو تخلیق الٰہی کا مقابلہ کرتے ہیں۔ (بخاری کتاب اللباس، مسلم)

احادیث میں ان کے علاوہ متعدد واقعات موجود ہیں جن میں آپؐ نے دینی غیرت و حمیت کا مظاہرہ فرمایا ہے۔ صحابہ کرامؓ بھی غیرتِ دین کے حامل تھے۔ حضرت ابو بکرؓ نے مانعین زکوٰۃ کے خلاف علم جہاد دین غیرت ہی کی بنیاد پر بلند کیا تھا حالانکہ وہ دین سے بالکلیہ خارج نہیں ہو گئے تھے۔ (بخاری)

رسول اللہ کریم ﷺ نے جب صلح حدیبیہ کے موقع پر کفار مکہ سے یکطرفہ شرائط پر صلح کر لیا تو حضرت عمرؓ نے رسول اللہ ﷺ سے احتجاج کیا اور کہا کہ کفار کے مقابلے میں ہم بزدلی کیوں دکھائیں؟ یہاں بھی دراصل غیرت دین کام کر رہی تھی۔

حضرت عمرؓ نے اپنے صاحبزادے سے محض اس وجہ سے گفتگو ترک کر دی کیوں کہ انہوں نے عورتوں کے مسجد جانے کے سلسلے میں رسول اللہؐ کی مخالفت کی تھی۔

ان کے علاوہ دیگر بہت سے واقعات موجود ہیں جن سے صحابہ کرامؓ کی دینی غیرت و حمیت کا پتہ چلتا ہے۔ فی زمانہ دینی تعلیمات کی پامالی علماء کرام کی نظروں کے سامنے ہوتی ہے مگر اس سے ان کے سلوک و رویہ میں کوئی تبدیلی نہیں آتی نہ پامالی کرنے والوں کے خلاف غصہ آتا ہے نہ ان کے خلاف نفرت پیدا ہوتی ہے اور نہ جذبۂ امر بالمعروف و نہی عن المنکر پیدا ہوتا ہے۔ یہود کے علماء کے سامنے منکر کا ارتکاب ہوتا تھا مگر وہ اس سے روکتے نہیں تھے نتیجہ کے طور پر وہ خود ذلت و مسکنت کے شکار ہو گئے اس کا حوالہ قرآن مجید میں دیا گیا ہے۔ ارشاد ہے

كَانُواْ لاَ يَتَنَاهَوْنَ عَن مُّنكَرٍ فَعَلُوهُ لَبِئْسَ مَا كَانُواْ يَفْعَلُونَ (المائدہ:۷۹)

انہوں نے ایک دوسرے کو بُرے افعال کے ارتکاب سے روکنا چھوڑ دیا تھا۔ بُرا طرز عمل تھا جو انہوں نے اختیار کیا تھا۔"

امانت و دیانت داری

علماء کے لئے ایک وصف جو لازمی شرط کی حیثیت رکھتا ہے وہ امانت و دیانت داری کا ہے۔ انبیاء کرام نے جب اپنی قوموں کے سامنے اپنی نبوت و رسالت کا دعویٰ پیش کیا تو انہیں اپنی امانت و دیانت داری کا ثبوت پیش کیا اور کہا کہ میں "رسول امین" ہوں۔ یعنی اے قوم کے لوگو! میں تمہارے ساتھ کسی مکر و فریب کا معاملہ نہیں کر رہا ہوں بلکہ اس امانت کو تم تک پہنچا رہا ہوں جو اللہ تعالیٰ نے مجھ پر نازل کیا ہے۔ انبیاء کرام کی نبوت سے

پہلے کی زندگی بھی امانت و دیانت کا پیکر ہوا کرتی تھی۔ لیکن نبی پر خیانت کا الزام عائد نہیں کیا گیا۔ علماء وارث انبیاء ہیں تو انھی کے مثل اپنی زندگیوں کو امانت و دیانت سے مزین کرنی پڑیں گی۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

إِنَّ اللّهَ يَأْمُرُكُمْ أَن تُؤدُّواْ الأَمَانَاتِ إِلَى أَهْلِهَا

بے شک اللہ تمہیں حکم دیتا ہے کہ امانتیں امانت والوں کو ادا کرو۔" (النساء ۵۸)

اس آیت کے ذیل میں حافظ ابن کثیر دمشقی لکھتے ہیں:

امانت کا دائرہ ان تمام امانتوں پر محیط ہے ج وانسان پر واجب ہیں، خواہ وہ حقوق اللہ ہوں جیسے نماز، زکوٰۃ، کفارات الزکوٰۃ نذر اور روزہ وغیرہ، یہ انسان پر امانت ہیں، جن کا ادا کرنا ضروری ہے، اگرچہ دوسرے انسان اس پر مطلع نہ ہو سکیں، یا حقوق العباد ہوں جن کا ادا کرنا واجب ہے، یا اسی طرح ایک دوسرے کے پاس رکھی گئی امانات ہوں اور رکھنے والا ہی جانتا ہے اور اس پر کوئی ثبوت نہیں ہوتا، اللہ نے انہیں ادا کرنے کا حکم دیا ہے، اگر دنیا میں یہ ادا نہ ہوئیں تو قیامت کے دن ادا کرنا ہو گا۔ (تفسیر ابن کثیر)

امانت کی ضد خیانت ہے خیانت حقوق اللہ میں بھی ہو سکتی ہے اور حقوق العباد میں بھی۔ مادی چیزوں میں بھی ہو سکتی ہے اور معنوی چیزوں میں بھی خیانت ہو سکتی ہے۔ اگر ایک عالم خیانت کا مرتکب ہونے لگے تو خود اس کے معاملات خراب ہوئے بنا نہ رہیں گے ایسی صورت میں وہ قوم کی غلط رہ نمائی کا بھی مرتکب ہو جائے گا اسی لئے سلف نے اس کی سخت خدمت کی ہے۔

امام ابن تیمیہ ؒ لکھتے ہیں۔

سلف کہا کرتے تھے دو قسم کے لوگوں سے بچنا ضروری ہے، ایک نفس پرست سے جس کو نفس پرستی نے فتنے میں مبتلا کر دیا ہو اور دوسرا دنیا دار سے جس کو دنیا داری نے اندھا کرر کھا ہو، اور کہا کرتے تھے عالم فاجر اور عابد جاہل کے فتنوں سے بھی بچو کیوں کہ ان دونوں کا فتنہ ایسا ہے کہ آدمی مبتلا ہو سکتا ہے، ان کی مثال یہود و نصاریٰ کی طرح ہے، یہود

نے حق کو جانتے ہوئے اس کی پیروی اختیار نہ کی اور نصاریٰ بغیر علم کے عمل کرتے اور گمراہ ہوئے۔(اقتضاء الصراط المستقیم ۱/ ۱۱۹)

عہدہ و مناصب بھی امانت ہیں اور جاہل لوگوں کو عہدہ دینا ادائی امانت کا تقاضا ہے لیکن اگر نااہل اشخاص عہدہ و مناصب پر فائز ہونے لگیں تو قیامت کی علامتیں ظاہر ہونے لگتی ہیں۔ ایک حدیث میں وارد ہے ایک صحابیؓ نے رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا کہ قیامت کب واقع ہوگی؟ آپؐ نے فرمایا کہ جب امانتیں ضائع ہونے لگیں۔ صحابیؓ نے پوچھا کہ امانت کا ضائع ہونا کیا ہے؟ آپؐ نے فرمایا کہ نااہل کو عہدہ دے دیا جائے۔(بخاری

مالیات میں بھی خیانت کا امکان ہے۔مال کمانے کے لئے دین کو استعمال کرنے کی مذمت قرآن مجید اور احادیث میں وارد ہے۔اسی طرح ناحق کسی کے مال پر اپنا حق جتانے کی وعید بھی وارد ہے۔ اجتماعی زندگی میں مالی امور میں خرد برد کرنے کے سلسلے میں متعدد حدیث میں ممانعت وارد ہے۔ ارشاد ہے:

اللہ تعالیٰ نے کسی شخص کو بندوں کا ذمہ دار بنایا اور وہ ان کے ساتھ فریب کرتا رہا ہو توجب وہ مرے گا تو اللہ اس پر جنت حرام کردے گا۔(مسلم)

اسلامی تعلیمات میں معمولی چیز میں خیانت کو خیانت تصور کیا گیا چاہے وہ بظاہر بے وقعت چیز ہی کیوں نہ ہوں۔ایک حدیث میں اشاد ہے:

جس شخص کو میں نے کسی کام پر لگایا پھر ہم سے ایک سوئی یا اس سے کم یا اس سے زیادہ چھپالے تو وہ خیانت ہے، قیامت کے دن وہ اسے لے کر آئے گا۔(مسلم)

☆☆☆☆

راقم الحروف کے قلم سے لکھی جانے والی تفسیر میں علماء کرام کے فضائل پر اچھا خاصہ مواد پیش کیا گیا ہے، اب اسی مضمون کو مزید اضافوں اور مزید تفصیل کے ساتھ اپنے کرم فرماؤں کی خدمت میں پیش کرنے کی سعادت حاصل کی جارہی ہے، اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دل سے دعا ہے کہ وہ ہماری اس متواضع کاوش کو بھی اپنی بارگاہ عالیہ میں شرف قبولت عنایت فرمادے۔ آمین۔ محمود الرشید حدوٹی عباسی،۱۸دسمبر۲۰۱۷

مولانا محمودُ الرَّشِید حَدَوٹی عباسی

خلیفہ مجاز بیعت

حضرت شاہ ڈاکٹر عبدالمقیم صاحب مدظلہ

کی چند شاہکار تصانیف

(۱) اسلامی نظام حیات
(۲) اسلام کا معاشی نظام
(۳) اسلامی عبادات
(۴) اسلامی عقائد
(۵) تقابل ادیان
(۶) اسلام اور مسیحیت
(۷) اسلام اور یہودیت
(۸) اسلام اور ہندومت
(۹) کلام ربانی کی کرنیں
(۱۰) سفید سمندر کے ساحل تک
(۱۱) تپتے صحرا (سفر نامہ ٹمبکٹو)
(۱۲) کاروان حرمین (سفر نامہ)
(۱۳) سلگتے ریگزار (سفر نامہ نیجر)
(۱۴) دریائے نیل کے ساحل تک
(۱۵) جزیروں کے دیس میں
(۱۶) تاریخ عزیمت
(۱۷) فضائل مصطفی ﷺ
(۱۸) کلام نبوی کی کرنیں
(۱۹) معارف الفرقان (جلد اول)
(۲۱) شاتم رسول ﷺ کی شرعی سزا
(۲۱) خطبات دعوت
(۲۲) آخری دس سورتوں کی تفسیر
(۲۳) عبرت ناک زلزلہ
(۲۴) اسلام اور عورت
(۲۵) اسلام میں عورت کا مقام
(۲۶) اسلام اور نوجوان
(۲۷) دعوت و تبلیغ
(۲۸) مطالعہ اسلام
(۲۹) اہل سنت والجماعت
(۳۰) دیوار چمن سے زنداں تک
(۳۱) گستاخ دین صحافی
(۳۲) الدرر السنیہ فی الاحادیث القدسیہ
(۳۳) حدیقۃ الحضارہ فی العربیۃ المختارہ

(۳۴) مصباح الصرف
(۳۵) مصباح النحو
(۳۶) رشوت ستانی
(۳۷) بت شکن
(۳۸) بسنت کا تہوار
(۳۹) موت کا سوداگر
(۴۰) ایمان کے ڈاکو
(۴۱) بحر ظلمات کے ساحل تک
(۴۲) اسلام اور پیغمبر اسلام
(۴۳) غازی عبدالرشید شہیدؒ
(۴۴) فضائل مسجد
(۴۵) بے غبار تحریریں (کالم)
(۴۶) مسلمان کون ہوتا ہے؟
(۴۷) امیر عزیمت کی داستان حیات
(۴۸) مولانا ایثار القاسمی شہیدؒ
(۴۹) درد دل (کالموں کا مجموعہ)
(۵۰) روزہ (قرآن وسنت کی روشنی میں
(۵۱) زکوٰۃ، صدقات، خیرات
(۵۲) حج (قرآن وسنت کی روشنی میں)
(۵۳) حج کے بعد زندگی کیسے گزاریں
(۵۴) عورت کی حکمرانی
(۵۵) دعائے انبیاء
(۵۶) مناجات نبوی (نبوی دعائیں)
(۵۷) مطالعہ مذاہب
(۵۸) صلاۃ وسلام علی سید الانام
(۵۹) قرآن اور حاملین قرآن
(۶۰) مطالعہ قرآن (اول)
(۶۱) مطالعہ قرآن (دوم)
(۶۲) مطالعہ قرآن (سوم)
(۶۳) مطالعہ قران (پنجم)
(۶۴) مطالعہ قرآن (ششم)
(۶۵) مطالعہ قرآن (ہفتم)
(۶۶) مطالعہ قرآن (ہشتم)
(۶۷) حضرت سیدنا صدیق اکبر
(۶۸) حضرت سید عمر فاروق
(۶۹) حضرت سیدنا عثمان غنی
(۷۰) حضرت سیدنا علی المرتضیٰ
(۷۱) حضرت سیدنا حسین
(۷۲) حضرت سیدنا امیر معاویہ
(۷۳) نغمہ زنداں (جیل کی تقریریں)
(۷۴) معارف الحدیث (مجلدات)
(۷۵) نماز کتاب
(۷۶) فیضان حقانی (تبصرے)
(۷۷) مجلس ذکر

(۷۸)شان امت محمدی
(۷۹) نقوش (اداریے)
(۸۰)رمضان المبارک
(۸۱) قربانی
(۸۲) معراج النبی ﷺ
(۸۳) چہار شنبہ کی شرعی حیثیت
(۸۴)زاد محمود فی فضائل درود
(۸۵)علماء کرام کا مقام
(۸۶)بیت المقدس
(۸۷)ختم نبوت
(۸۸)زادالصالحین
(۸۹) عربی زبان
(۹۰)ارمغان مقیم
(۹۱)سنت مصطفے ﷺ
(۹۲)تزکیہ نفس
(۹۳)جہیز کی شرعی حیثیت
(۹۴)ذوق خطابت
(۹۵) مضامین فی سورۃ یاسین
(۹۶)ختم بخاری شریف
(۹۷)مضامین بخاری
(۹۸)فکر آخرت
(۹۹)غیرت مسلم
(۱۰۰)پیغام توحید
(۱۰۱)یوم دفاع پاکستان